Online Edition

منگل 30 نومبر 2021ء | 24 ربیع الثانی 1443 ہجری قمری | 30 نبوت 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:284

ارشادِ باری تعالیٰ

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ وَ یَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ ؕ ذٰلِکَ اَزۡکٰی لَہُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ

(النور:31)

ترجمہ: مومنوں کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ بات ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے۔ یقیناً اللہ، جو وہ کرتے ہیں، اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ دِیۡنٍ خُلُقٌ، وَ خُلُقُ الۡاِسۡلَامِ الۡحَیَاءُ

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر دین و مذہب کا ایک اپنا خاص خلق ہوتا ہے اور اسلام کا (یہ خاص) خلق حیاء ہے۔

(موطا امام مالک، کتاب حسن الخلق، باب ماجاء فی الحیاء 1678)

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’سب سے پہلے تو مردوں کو حکم ہے کہ غضِّ بصر سے کام لیں۔ یعنی اپنی آنکھ کو اس چیز کو دیکھنے سے روکے رکھیں جس کا دیکھنا منع ہے۔ یعنی بلاوجہ نامحرم عورتوں کو نہ دیکھیں۔ جب بھی نظر اٹھا کر پھریں گے تو پھر تجسس میں آنکھیں پیچھا کرتی چلی جاتی ہیں اس لئے قرآن شریف کا حکم ہے کہ نظریں جھکا کے چلو۔ اسی بیماری سے بچنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نیم وا آنکھوں سے چلو۔ یعنی ادھ کھلی آنکھوں سے، راستوں پر پوری آنکھیں پھاڑ کر نہ چلو۔ بند بھی نہ ہوں کہ ایک دوسرے کو ٹکریں مارتے پھرو۔ لیکن اتنی کھلی ہوں کہ کسی بھی قسم کا تجسس ظاہر نہ ہوتا ہو کہ جس چیز پر ایک دفعہ نظر پڑ جائے پھر اس کو دیکھتے ہی چلے جانا ہے۔ نظر کس طرح ڈالنی چاہئے اس کی آگے حدیث سے وضاحت کروں گا۔ لیکن اس سے پہلے علامہ طبری کا جو بیان ہے وہ پیش کرتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ:

’’غضِّ بصر سے مراد اپنی نظر کو ہر اس چیز سے روکنا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔‘‘

(تفسیر الطبری جلد 18 صفحہ 116- 117)

تو مردوں کے لئے تو پہلے ہی حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو۔ اور اگر مرد اپنی نظریں نیچی رکھیں گے تو بہت سی برائیوں کا تو یہیں خاتمہ ہو جاتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 30/ جنوری 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

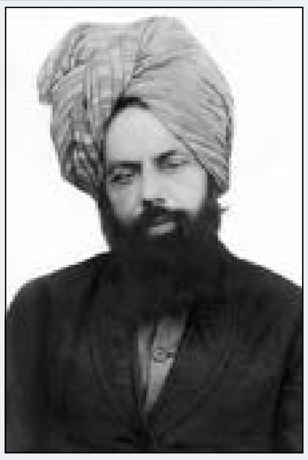

اسلامی پردہ کا سِرّ

’’اسلام نے جو یہ حکم دیا ہے کہ مرد عورت سے اور عورت مرد سے پردہ کرے اس سے غرض یہ ہے کہ نفسِ انسانی پھسلنے اور ٹھوکر کھانے کی حد سے بچا رہے۔ کیونکہ ابتداء میں اس کی یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ بدیوں کی طرف جھکا پڑتا ہے اور ذرا سی بھی تحریک ہو تو بدی پر ایسے گرتا ہے جیسے کئی دنوں کا بھوکا آدمی کسی لذیذ کھانے پر۔ یہ انسان کا فرض ہے کہ اس کی اصلاح کرے… یہ ہے سِرّ اسلامی پردہ کا اور میں نے خصوصیت سے اسے ان مسلمانوں کے لئے بیان کیا ہے جن کو اسلام کے احکام اور حقیقت کی خبر نہیں۔‘‘

(البدر جلد 3 نمبر 33 مورخہ 8 ستمبر 1904ء صفحہ 6 سے 7 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ششم صفحہ 93)

پھر فرماتے ہیں:

’’ایماندار عورتوں کو کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم مردوں کے دیکھنے سے بچائیں اور اپنے کانوں کو بھی نامحرموں سے بچائیں یعنی ان کی پُرشہوت آوازیں نہ سنیں اور اپنے ستر کی جگہ کو پردہ میں رکھیں اور اپنی زینت کے اعضاء کو کسی غیر محرم پر نہ کھولیں اور اپنی اوڑھنی کو اس طرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہو کر سر پر آجائے یعنی گریبان اور دونوں کان اور سر اور کنپٹیاں سب چادر کے پردہ میں رہیں اور اپنے پیروں کو زمین پر ناچنے والوں کی طرح نہ ماریں۔ یہ وہ تدبیر ہے کہ جس سے پابندی ٹھوکر سے بچا سکتی ہے۔‘‘

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ 100 - 101 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ 444)

اس شمارہ میں

- ظہور خیر الانبیاءؐ (منظوم)
- کتاب تعلیم کی تیاری
- حضور انور کی شفقتیں
- جماعت احمدیہ، عالمگیر غلبہ اسلام اور پرنٹنگ پریس

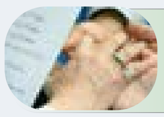

دربارِ خلافت

انسان کو تو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ اپنی زندگی کا مدعا اپنے اختیار سے آپ مقرر کرے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مزید فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کو بھی ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ آپؑ فرماتے ہیں: ’’جب تک دل فروتنی کا سجدہ نہ کرے صرف ظاہری سجدوں پر امید رکھنا طمع خام ہے۔‘‘ یونہی جھوٹی خواہش ہے کہ ہم بڑے سجدے کر رہے ہیں اور ہماری دعائیں اللہ تعالیٰ قبول کر لے۔ فرمایا: ’’جیسا کہ قربانیوں کا خون اور گوشت خدا تک نہیں پہنچتا صرف تقویٰ پہنچتی ہے، ایسا ہی جسمانی رکوع و سجود بھی ہیچ ہے جب تک دل کا رکوع و سجود و قیام نہ ہو۔‘‘ فرمایا ’’دل کا قیام یہ ہے کہ اس کے حکموں پر قائم ہو اور رکوع یہ کہ اس کی طرف جھکے اور سجود یہ کہ اس کیلئے اپنے وجود سے دست بردار ہو۔‘‘

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 398)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہم سے، اپنے ماننے والوں سے، اپنی جماعت سے یہ خواہش ہے کہ تقویٰ کا مقام حاصل ہو اور اس کے لئے بڑے درد سے آپ نے یہ دعا فرمائی۔ اللہ کرے ہم اس مقام کو حاصل کرنے والے بنیں۔ ہمارے دنیا کے دھندوں میں بہت زیادہ پڑ جانے اور تقویٰ سے دور ہونے کی وجہ سے ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انقلابی مشن میں روک پیدا کرنے والے نہ بن جائیں۔ ہم حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پامالی کرنے والے نہ بن جائیں۔ ہم آپ کی روح کے لئے تکلیف کا باعث نہ بن جائیں۔ پس اس جلسے کی برکات سے بھرپور فائدہ اُٹھانے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہشات اور دعاؤں کا وارث بننے کے لئے ہر احمدی کو ایک نئے عزم کے ساتھ یہ عہد کرنا چاہئے اور اس کے لئے بھرپور کوشش کرنی چاہئے کہ ہم اپنے معیارِ تقویٰ کو بڑھاتے چلے جانے کی کوشش کرتے چلے جائیں گے۔

تقویٰ کے راستوں کی تلاش کے لئے قرآن کریم نے جو ہمیں تعلیم دی ہے اور ایک حقیقی مومن کا جو معیار بیان فرمایا ہے اُس کی تلاش کر کے اور اُس پر عمل کر کے ہی ہم یہ معیار حاصل کر سکتے ہیں جس کی توقع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے کی ہے۔ قرآنِ کریم میں تقویٰ پر چلنے کے بارے میں مختلف حوالوں سے، مختلف نہج سے بیشمار جگہ ذکر ہے جن میں سے بعض کا میں یہاں ذکر کروں گا تا کہ ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی طرف توجہ رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ (النحل: 3) میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس میرا تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ کا مطلب ہے بچاؤ کے لئے ڈھال کے پیچھے آنا، گناہوں سے بچاؤ کے سامان کرنا، مشکلات سے بچنے کے سامان کرنا۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری عبادت اگر اُس کا حق ادا کرتے ہوئے کرو گے تو یہی تقویٰ ہے جو تمہاری ہر طرح سے حفاظت کرے گا، تمہیں گناہوں سے بچائے گا، تمہیں مشکلات سے نکالے گا۔ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت جب اُس کے حق کے ساتھ کی جائے تو یہ وہ مقام ہے جہاں خدا تعالیٰ کا خوف اور خشیت پیدا ہوتی ہے لیکن یہ خوف اُس پیار کی وجہ سے ہے جو ایک حقیقی عابد اور ایک حقیقی مؤمن کو خدا تعالیٰ سے ہے اور اس کو دوسرے لفظوں میں تقویٰ کہتے ہیں۔ پس ان عبادتوں کا حق ادا کرنے کی کوشش ایک حقیقی احمدی کو کرنی چاہئے تا کہ تقویٰ پر چلنے والا اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا کہلا سکے اور یہی انسانی پیدائش کا بہت بڑا مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات: 57) اور مَیں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اگرچہ مختلف الطبائع انسان اپنی کوتاہ فہمی یا پست ہمتی سے مختلف طور کے مدعا اپنی زندگی کے لئے ٹھہراتے ہیں‘‘۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ آجکل بلکہ ہمیشہ سے ہی یہ اصول رہا ہے کہ انسان اپنی زندگی کے مقصد خود بناتا ہے یا سمجھتا ہے کہ میں نے یہ مقصد بنائے ہیں اور یہی میری کامیابی کا راز ہیں۔ اور اُس اصل مقصد کو بھول جاتا ہے جو خدا تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا انسان کو بتایا ہے۔ فرماتے ہیں ’’پست ہمتی سے مختلف طور کے مدعا اپنی زندگی کے لئے ٹھہراتے بقیہ صفحہ 10 پر

ظہور خیر الانبیاءؐ

اِک رات مفاسد کی وہ تیرہ و تار آئی
جو نور کی ہر مشعل ظلمات پہ وار آئی

تاریکی پہ تاریکی، گمراہی پہ گمراہی
ابلیس نے کی اپنے لشکر کی صف آرائی

طوفانِ مفاسد میں غرق ہو گئے بحر وبر
ایرانی و فارانی، رُومی و بخارائی

بن بیٹھے خدا بندے، دیکھا نہ مقام اُس کا
طاغوت کے چیلوں نے ہتھیا لیا نام اُس کا

تب عرشِ معلی سے اِک نور کا تخت اُترا
اِک فوج فرشتوں کی ہمراہ سوار آئی

اک ساعتِ نورانی، خورشید سے روشن تر
پہلو میں لئے جلوے بے حد و شمار آئی

کافور ہوا باطل، سب ظلم ہوئے زائل
اُس شمس نے دِکھلائی جب شانِ خودآرائی

ابلیس ہوا غارت، چوپٹ ہوا کام اُس کا
توحید کی یورش نے دَر چھوڑا نہ بام اُس کا

وہ پاک محمدؐ ہے ہم سب کا حبیب آقا
اَنوارِ رسالت ہیں جس کی چمن آرائی

محبوبی و رعنائی کرتی ہیں طواف اُس کا
قدموں پہ نثار اُس کے جمشیدی و دارائی

نبیوں نے سجائی تھی جو بزم مہ و اَنجم
اللہ اُسی کی تھی سب انجمن آرائی

دن رات دُرود اُس پر ہر اَدنیٰ غلام اُس کا
پڑھتا ہے بصد منت جپتے ہوئے نام اُس کا

آیا وہ غنی جس کو جو اپنی دعا پہنچی
ہم در کے فقیروں کے بھی بخت سنوار آئی

ظاہر ہوا وہ جلوہ جب اُس سے نگہ پلٹی
خود حسن نظر اپنا سو چند نکھار آئی

اے چشمِ خزاں دیدہ کھل کھل کہ سماں بدلا
اے فطرتِ خوابیدہ ! اُٹھ اُٹھ کہ بہار آئی

نبیوں کا اِمام آیا، اللہ اِمام اُس کا
سب تختوں سے اُونچا ہے تخت عالی مقام اُس کا

اللہ کے آئینہ خانے سے شریعت کی
نکلی وہ دُلہن کر کے جو سولہ سنگار آئی

اُترا وہ خدا کوہِ فارانِ محمدؐ پر
موسیٰ کو نہ تھی جس کے دیدار کی یارائی

سب یادوں میں بہتر ہے وہ یاد کہ کچھ لمحے
جو اُس کے تصور کے قدموں میں گزار آئی

وہ ماہ تمام اُس کا، مہدی تھا غلام اُس کا
روتے ہوئے کرتا تھا وہ ذکر مدام اُس کا

مرزائے غلام احمد، تھی جو بھی متاعِ جاں
کر بیٹھا نثار اُس پر، ہو بیٹھا تمام اُس کا

دل اُس کی محبت میں ہر لحظہ تھا رام اُس کا
اِخلاص میں کامل تھا وہ عاشق تام اُس کا

اِس دور کا یہ ساقی، گھر سے تو نہ کچھ لایا
مے خانہ اُسی کا تھا، مے اُس کی تھی، جام اُس کا

اداریہ

کتاب تعلیم کی تیاری

قسط 21

اس عنوان کے تحت درج ذیل تین عناوین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کئے جارہے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟

2۔ نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

3۔ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں

سوال۔ جب خدا محبت ہے۔ عدل ہے۔ انصاف ہے۔ تو کیا وجہ کہ نظام دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ اس نے بعض چیزوں کو بعض کی خوراک بنا دیا ہے۔ اگر محبت اور عدل یا انصاف و رحم اس کے ذاتی خاصے ہیں تو کیا وجہ کہ اس نے مخلوق میں سے بعض میں ایسی کیفیت اور قویٰ رکھ دیئے ہیں کہ وہ دوسروں کو کھا جائیں حالانکہ مخلوق ہونے میں دونو برابر ہیں۔

جواب۔ ’’جب محبت کا لفظ خدا تعالیٰ کی نسبت بولا جاتا ہے تو اس کو انسانی محبت پر قیاس کر لینا بڑی بھاری غلطی ہے۔ محبت کا لفظ جس طرح انسانوں میں اطلاق پاتا ہے اور جو مفہوم اس کا انسانی تعلقات کی حیثیت میں سمجھا جاتا ہے وہ ہر گز ہر گز خدا تعالیٰ پر اطلاق نہیں پا سکتا۔ اور نہ ہی وہ معنے اور مراد خدا تعالیٰ پر صادق آتے ہیں۔ انسان میں محبت اور غضب کی قوت ہے مگر جو مفہوم ان کا انسان کے متعلق بولتے وقت ہمارے ذہن میں آتا ہے وہ خدا تعالیٰ پر ہر گز ہر گز اطلاق نہیں پا سکتا۔ یہ غلطی ہے۔ فطرت انسانی میں یہ رکھا گیا ہے کہ جب کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کے فراق سے اس کو صدمہ بھی پہنچتا ہے۔ ماں اپنے بچّے سے محبت کرتی ہے۔ مگر اگر اس کا بچّہ اس سے جُدا ہو جاوے تو اس کو کیسا صدمہ ہوتا ہے اور کتنا دُکھ اور رنج پہنچتا ہے۔ اسی طرح سے جو شخص کسی دوسرے پر غضب کرتا ہے اوّل وہ خود اپنے آپ میں اس کا صدمہ اور اثر پاتا ہے گویا دوسرے کو سزا دینے کے ساتھ ہی خود اپنی جان کو بھی سزا دیتا ہے۔ غضب ایک دُکھ ہے جس کا اثر پہلے اپنی ہی ذات پر پڑتا ہے اور ایک قسم کی تلخی پیدا ہو کر طبیعت میں سے راحت اور چین نِکل جاتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ ان باتوں سے پاک ہے۔ پس اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ ان الفاظ کا اطلاق اس رنگ میں جس رنگ میں ہم انسان پر کرتے ہیں اور جو مفہوم ان کا انسانی تعلق میں ہو سکتا ہے اس رنگ میں خدا تعالیٰ پر نہیں بول سکتے اور نہ ہی وہ خدا پر صادق آتے ہیں۔ اس واسطے ہم ان الفاظ کو پسند نہیں کرتے۔ یہ ان لوگوں کا بنایا ہوا لفظ ہے۔ جو خدا کو محض انسانی حالت پر قیاس کرتے ہیں۔ وہ پاک ذات ہے۔ جو اس کی رضا کے موافق چلتا ہے اس سے اس کا تعلق زیادہ سے زیادہ ہوتا جاتا ہے ہاں البتہ استعارہ کے رنگ میں محبت اور غضب کا لفظ خدا تعالیٰ کے لئے بھی بولا جا سکتا ہے۔

پس یاد رکھو کہ یہ ایک دنیا کا کارخانہ ہے جس کے واسطے خدا تعالیٰ نے اپنی کامل حکمت سے موجودہ نظام مقرر فرمایا ہے۔ اور یہ اس نظام کے ماتحت اس طرح سے چل رہا ہے۔ البتہ اس کے واسطے یہ الفاظ موزون نہیں ہیں۔ محبت کا لفظ ایک درد اور گداز رکھتا ہے۔ اگر فرض بھی کر لیں کہ خدا محبت ہے اور اس کی صفت غضب بھی ہے (انسانی حالت کے خیال سے) تو پھر ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑے گا کہ خدا کو بھی ایک قسم کی تکلیف اور رنج و دُکھ ہوتا ہے۔ مگر یاد رکھو ایسے ناقص الفاظ خدا تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کئے جا سکتے۔‘‘

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 427 تا 429، ایڈیشن 1984ء)

* ’’وَبَشِّرِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ (البقرۃ: 26)۔ اس آیت میں ایمان کو اعمال صالحہ کے مقابل پر رکھا ہے جنّات اور انہار۔ یعنی ایمان کا نتیجہ تو جنّت ہے اور اعمال صالحہ کا نتیجہ انہار ہیں۔ پس جس طرح باغ بغیر نہر اور پانی کے جلدی برباد ہو جانے والی چیز ہے اور دیر پا نہیں اسی طرح ایمان بے عمل صالح بھی کسی کام کا نہیں۔ پھر ایک دوسری جگہ پر ایمان کو اشجار (درختوں) سے تشبیہ دی ہے اور فرمایا ہے کہ وہ ایمان جس کی طرف مسلمانوں کو بُلایا جاتا ہے وہ اشجار ہیں اور اعمال صالحہ ان اشجار کی آبپاشی کرتے ہیں۔

غرض اس معاملہ میں جتنا جتنا تدبّر کیا جاوے اسی قدر معارف سمجھ میں آویں گے۔ جس طرح سے ایک کسان کاشتکار کے واسطے ضروری ہے کہ وہ تخمریزی کرے۔ اسی طرح روحانی منازل کے کاشتکار کے واسطے ایمان جو کہ رُوحانیات کی تخمریزی ہے ضروری اور لازمی ہے اور پھر جس طرح کاشتکار کھیت یا باغ وغیرہ کی آبپاشی کرتا ہے اسی طرح سے روحانی باغِ ایمان کی آبپاشی کے واسطے اعمال صالحہ کی ضرورت ہے۔

یاد رکھو کہ ایمان بغیر اعمال صالحہ کے ایسا ہی بے کار ہے جیسا کہ ایک عمدہ باغ بغیر نہر یا دوسرے ذریعہ آبپاشی کے نکمّا ہے۔ درخت خواہ کیسے ہی عمدہ قسم کے ہوں۔ اور اعلیٰ قسم کے پھل لانے والے ہوں مگر جب مالک آبپاشی کی طرف سے لاپروائی کرے گا تو اس کا جو نتیجہ ہو گا وہ سب جانتے ہیں۔ یہی حال روحانی زندگی میں شجر ایمان کا ہے۔ ایمان ایک درخت ہے جس کے واسطے انسان کے اعمال صالحہ روحانی رنگ میں اس کی آبپاشی کے واسطے نہریں بن کر آبپاشی کا کام کرتے ہیں۔ پھر جس طرح ہر ایک کاشتکار کو تخمریزی اور آبپاشی کے علاوہ بھی محنت اور کوشش کرنی پڑتی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ نے رُوحانی فیوض و برکات کے ثمرات حَسَنہ کے حصول کے واسطے بھی مجاہدات لازمی اور ضروری رکھے ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا (العنکبوت: 70)۔‘‘

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 395 تا 396، ایڈیشن 1984ء)

نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں

’’اسی طرح سے خوب سمجھ لو کہ عبادت بھی کوئی بوجھ اور ٹیکس نہیں اس میں بھی ایک لذّت اور سرُور ہے۔ اور یہ لذّت اور سرُور دُنیا کی تمام لذتوں اور تمام حظوظ نفس سے بالاتر اور بالاتر ہے۔ جیسے عورت اور مرد کے باہم تعلقات میں ایک لذّت ہے اور اس سے وہی بہرہ مند ہو سکتا ہے جو مرد ہے اور اپنے قویٰ صحیحہ رکھتا ہے۔ ایک نامرد اور مخنّث وہ حظ نہیں پا سکتا اور جیسے ایک مریض کسی عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ غذا کی لذّت سے محروم ہے اسی طرح پر ہاں ٹھیک ایسا ہی وہ کم بخت انسان ہے جو عبادت الٰہی سے لذّت نہیں پا سکتا۔

عورت اور مرد کا جوڑا تو باطل اور عارضی جوڑا ہے۔ میں کہتا ہوں حقیقی ابدی اور لذت مجسم کا جو جوڑا ہے وہ انسان اور خدائے تعالیٰ کا ہے۔ مجھے سخت اضطراب ہوتا ہے اور کبھی کبھی یہ رنج میری جان کو کھانے لگتا ہے کہ ایک دن اگر کسی کو روٹی یا کھانے کا مزا نہ آئے، طبیب کے پاس جاتا اور کیسی کیسی منتیں اور خوشامدیں کرتا اور روپیہ خرچ کرتا اور دُکھ اُٹھاتا ہے کہ وہ مزا حاصل ہو۔ وہ نامرد جو اپنی بیوی سے لذّت حاصل نہیں کر سکتا بعض اوقات گھبرا گھبرا کر خودکشی کے ارادے تک پہنچ جاتا ہے۔ اور اکثر موتیں اس قسم کی ہو جاتی ہیں۔ مگر آہ! وہ مریض دل وہ نامرد کیوں کوشش نہیں کرتا جس کو عبادت میں لذّت نہیں آتی۔ اس کی جان کیوں غم سے نڈھال نہیں ہو جاتی؟ دُنیا اور اس کی خوشیوں کے لئے تو کیا کچھ کرتا ہے مگر ابدی اور حقیقی راحتوں کی وہ پیاس اور تڑپ نہیں پاتا کس قدر بے نصیب ہے۔ کیسا ہی محرُوم ہے! عارضی اور فانی لذّتوں کے علاج تلاش کرتا ہے اور پا لیتا ہے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ مستقل اور ابدی لذّت کے علاج نہ ہوں؟ ہیں اور ضروری ہیں۔ مگر تلاش حق میں مستقل اور پویا قدم درکار ہیں۔ قرآن کریم میں ایک موقع پر اللہ تعالیٰ نے صالحین کی مثال عورتوں سے دی ہے۔ اس میں بھی سِرّ اور بھید ہے۔ ایمان لانے والے کو آسیہ اور مریم سے مثال دی ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ مُشرکین میں سے مومنوں کو پیدا کرتا ہے۔ بہر حال عورتوں سے مثال دینے میں دراصل ایک لطیف راز کا اظہار ہے۔ یعنی جس طرح عورت اور مرد کا باہم تعلق ہوتا ہے اسی طرح پر عبُودیّت اور ربُوبیّت کا رشتہ ہے۔ اگر عورت اور مرد کی باہم موافقت ہو اور ایک دوسرے پر فریفتہ ہو تو وہ جوڑا ایک مبارک اور مفید ہوتا ہے ورنہ نظام خانگی بگڑ جاتا ہے اور مقصود بالذات حاصل نہیں ہوتا ہے۔ مرد اور جگہ خراب ہو کر صدہا قسم کی بیماریاں لے آتے ہیں۔ آتشک سے مجذوم ہو کر دُنیا میں ہی محروم ہو جاتے ہیں۔ اور اگر اولاد ہو بھی جائے تو کئی پُشت تک یہ سلسلہ چلا جاتا ہے اور اُدھر عورت بے حیائی کرتی پھرتی ہے اور عزّت و آبرُو کو ڈبو کر بھی سچّی راحت حاصل نہیں کر سکتی۔ غرض اس جوڑے سے الگ ہو کر کِس قدر بد نتائج اور فتنے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح پر انسان رُوحانی جوڑے سے الگ ہو کر مجذوم اور مخذول ہو جاتا ہے دُنیاوی جوڑے سے زیادہ رنج و مصائب کا نشانہ بنتا ہے جیسا کہ عورت اور مرد کے جوڑے سے ایک قسم کی بقاء کے لئے حظ ہے اسی طرح پر عبُودیّت اور ربُوبیّت کے جوڑے میں ایک ابدی خدا کے لئے حظ موجود ہے۔ صُوفی کہتے ہیں کہ یہ حظ جس کو نصیب ہو جائے۔ وہ دُنیا اور مافیہا کے تمام حظوظ سے بڑھ کر ترجیح رکھتا ہے۔ اگر ساری عمر میں ایک بار بھی اُس کو معلوم ہو جائے تو وہ اس میں ہی فنا ہو جائے لیکن مشکل تو یہ ہے کہ دُنیا میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جنہوں نے اس راز کو نہیں سمجھا اور ان کی نمازیں نری ٹکریں ہیں اور اوپرے دل کے ساتھ ایک قسم کی قبض اور تنگی سے صرف نشست و برخاست کے طور پر ہوتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 4 تا 6، ایڈیشن 1984ء)

بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں

’’اور بیوی اسیر کی طرح ہے اگر یہ عَاشِرُوۡہُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ

(النساء:20) پر عمل نہ کرے تو وہ ایسا قیدی ہے جس کی کوئی خبر لینے والا نہیں ہے۔

غرض ان سب کی غور و پرداخت میں اپنے آپ کو بالکل الگ سمجھے اور اُن کی پرورش محض رحم کے لحاظ سے کرے نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے بلکہ وَاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا (الفرقان:75) کا لحاظ ہو کہ یہ اولاد دین کی خادم ہو۔ لیکن کتنے ہیں جو اولاد کے واسطے یہ دعا کرتے ہیں۔ کہ اولاد دین کی پہلوان ہو۔ بہت ہی تھوڑے ہوں گے جو ایسا کرتے ہوں۔ اکثر تو ایسے ہیں کہ وہ بالکل بے خبر ہیں کہ وہ کیوں اولاد کے لئے یہ کوششیں کرتے ہیں اور اکثر ہیں جو محض جانشین بنانے کے واسطے اور کوئی غرض ہوتی ہی نہیں صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شریک یا غیر ان کی جائداد کا مالک نہ بن جاوے مگر یاد رکھو کہ اس طرح پر دین بالکل برباد ہو جاتا ہے۔

غرض اولاد کے واسطے صرف یہ خواہش ہو کہ وہ دین کی خادم ہو۔ اسی طرح بیوی کرے تا کہ اس سے کثرت سے اولاد پیدا ہو اور وہ اولاد دین کی سچی خدمت گزار ہو۔ اور نیز جذباتِ نفس سے محفوظ رہے۔ اس کے سوا جس قدر خیالات ہیں وہ خراب ہیں رحم اور تقویٰ مد نظر ہو تو بعض باتیں جائز ہو جاتی ہیں۔ اس صورت میں اگر مال بھی چھوڑتا ہے اور جائداد بھی اولاد کے واسطے چھوڑتا ہے تو ثواب ملتا ہے۔ لیکن اگر صرف جانشین بنانے کا خیال ہے اور اس نیّت سے سب ہم و غم رکھتا ہے تو پھر گناہ ہے۔ اس قسم کے قصور اور کسریں ہوتی ہیں جن سے تاریکی میں ایمان رہتا ہے لیکن جب ہر حرکت و سکون خدا ہی کے لئے ہو جاوے تو ایمان روشن ہو جاتا ہے اور یہی غرض ہر مسلمان مومن کی ہونی چاہیئے کہ ہر کام میں اس کے خدا ہی مد نظر ہو۔ کھانے پینے۔ عمارت بنانے۔ دوست دشمن کے معاملات غرض ہر کام میں خدا تعالیٰ ملحوظ ہو تو سب کاروبار عبادت ہو جاتا ہے لیکن جب مقصود متفرق ہوں پھر وہ شرک کہلاتا ہے مگر مومن دیکھے کہ خدا تعالیٰ کی طرف نظر ہے یا اور قصد ہے۔ اگر اور طرف ہے تو سمجھے کہ دُور ہو گیا ہے۔ صید نزدیک است و دور انداختہ بات مختصر ہوتی ہے مگر اپنی بدقسمتی سے لمبی بنا کر محروم ہو جاتا ہے۔

خدا تعالیٰ کی طرف تبتل کرنا اور اس کو مقصود بنانا اہل و عیال کی خدمت اسی لحاظ سے کرنا کہ وہ امانت ہے۔ اس طرح پر دین محفوظ رہتا ہے کیونکہ اس میں خدا کی رضا مقصود ہوتی ہے لیکن جب دنیا کے رنگ میں ہو اور غرض وارث بنانا ہو تو اس طرح پر خدا کے غضب کے نیچے آ جاتا ہے۔

اولاد تو نیکوکاروں اور ماموروں کی بھی ہوتی ہے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد بھی دیکھو کس قدر کثرت سے ہوئی کہ کوئی گِن نہیں سکتا۔ مگر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اُن کا خیال اور طرف تھا؟ بلکہ ہر حال میں خدا ہی کی طرف رجوع تھا۔ اصل اسلام اسی کا نام ہے جو ابراہیم کو بھی کہا کہ اَسۡلِمۡ۔ جب ایسے رنگ میں ہو جاوے تو وہ شیطان اور جذباتِ نفس سے الگ ہو جاتا ہے یہانتک کہ خدا کی راہ میں جان تک کے دینے میں بھی دریغ نہ کرے۔ اگر جاں فشانی سے دریغ کرتا ہے تو خوب جان لے کہ وہ سچّا مسلم نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ بے حد اطاعت ہو اور پوری عبودیت کا نمونہ دکھاوے یہانتک کہ آخری امانت جان بھی دیدے۔ اگر بخل کرتا ہے تو پھر سچا مومن اور مسلم کیسے ٹھہر سکتا ہے؟ لیکن اگر وہ جانبازی کرنے والا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کو بڑا ہی پیارا اور محبوب ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو جاتا ہے۔ صحابہؓ نے یہی کیا۔ انہوں نے اپنی جان کی پروانہ کی اور اپنے خون بہا دیے۔ شہید بھی وہی ہوتا ہے جو جان دینے کا قصد کرتا ہے اگر یہ نہیں تو پھر کچھ نہیں۔

یہ چند کلمے ناگہانی آفات سے بچنے اور سچا مسلم بننے کے لئے ہیں اور اگر انسان ان پر عمل کرے تو طاعون سے بچانے کا یہ بھی ایک ذریعہ ہیں۔

یاد رکھو قہر الٰہی کو کوئی روک نہیں سکتا وہ سخت چیز ہے۔ خبیث قوموں پر جب نازل ہوا ہے تو وہ تباہ ہو گئی ہیں۔ اس قہر سے ہمیشہ کامل ایمان بچا سکتا ہے۔ ناقص ایمان بچا نہیں سکتا بلکہ کامل ایمان ہو تو دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں اور اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المومن: 61) خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے جو خلاف نہیں ہوتا کیونکہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ (اٰل عمران: 10)۔ اس کا فرمان ہے۔ پس ایسے وقت میں کہ آفت نازل ہو رہی ہے ایک تو یہ چاہیئے کہ دعائیں کرتے رہیں۔ دوسرے صغائر کبائر سے جہاں تک ممکن ہو بچتے رہیں۔ تدبیروں اور دعاؤں میں لگے رہیں۔ گناہ کا زہر بڑا خطرناک ہے۔ اس کا مزا اسی دنیا میں چکھنا پڑتا ہے۔ گناہ دو طرح پر ہوتے ہیں۔ ایک گناہ غفلت سے ہوتے ہیں جو شباب میں ہو جاتے ہیں۔ دوسرے بیداری کے وقت میں ہوتے ہیں۔ جب انسان پختہ عمر کا ہو جاتا ہے ایسے وقت میں جب گناہوں سے راضی نہیں ہو گا اور ہر وقت استغاثہ کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر سکینت نازل کرے گا اور گناہوں سے بچائے گا۔

گناہوں سے پاک ہونے کے واسطے بھی اللہ تعالیٰ ہی کا فضل درکار ہے جب اللہ تعالیٰ اس کے رجوع اور توبہ کو دیکھتا ہے تو اس کے دل میں غیب سے ایک پڑ جاتی ہے اور وہ گناہ سے نفرت کرنے لگتا ہے اور اس حالت کے پیدا ہونے کے لئے حقیقی مجاہدہ کی ضرورت ہے۔

وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا (العنکبوت: 70)

جو مانگتا ہے اس کو ضرور دیا جاتا ہے۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ دعا جیسی کوئی چیز نہیں۔ دنیا میں دیکھو بعض خرگدا ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ہر روز شور ڈالتے رہتے ہیں۔ ان کو آخر کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو قادر اور کریم ہے جب یہ اَڑ کر دعا کرتا ہے تو پا لیتا ہے کیا خدا انسان جیسا بھی نہیں۔“

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 381تا385، ایڈیشن 1984ء)

(ترتیب و کمپوزنگ: خاقان احمد صائم و فضلِ عمر شاہد۔ لٹویا)

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ بِاسۡمِكَ اَمُوۡتُ وَاَحۡیَا

(صحیح بخاری، کِتَابُ الدَّعَوَاتِ بَابُ وَضۡعِ الۡیَدِ الۡیُمۡنٰی تَحۡتَ الۡخَدِّ الۡاَیۡمَنِ حدیث: 6314)

ترجمہ: اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ میں مرتاہوں (مرنے سے مراد نیند ہے) اور زندہ ہوتا ہوں۔

یہ ہمارے سید ومولیٰ، خیر البشر، آقائے دو جہاں۔ پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی رات سونے کے وقت کی دعا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات میں بستر پر لیٹتے تو اپنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ کہتے ”اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں۔“

ایک اور پیاری دعا آپ ﷺ نے یہ بھی سکھلائی ہے

اَللّٰھُمَّ اَسۡلَمۡتُ وَجۡھِیۡۤ اِلَیۡكَ وَفَوَّضۡتُ اَمۡرِیۡۤ اِلَیۡكَ وَاَلۡجَاۡتُ ظَھۡرِیۡۤ اِلَیۡكَ رَغۡبَۃً وَّرَھۡبَۃً اِلَیۡكَ لَا مَلۡجَاَ وَلَا مَنۡجَا مِنۡكَ اِلَّاۤ اِلَیۡكَ۔ اَللّٰھُمَّ اٰمَنۡتُ بِکِتَابِكَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلۡتَ وَبِنَبِیِّكَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلۡتَ

(صحیح بخاری، کِتَابُ الۡوُضُوۡءِ بَابُ فَضۡلِ مَنۡ بَاتَ عَلَی الۡوُضُوۡءِ حدیث: 247)

ترجمہ: اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیری طرف جھکا دیا۔ اپنا معاملہ تیرے ہی سپرد کر دیا۔ میں نے تیرے ثواب کی توقع اور تیرے عذاب کے ڈر سے تجھے ہی پشت پناہ بنا لیا۔ تیرے سوا کہیں پناہ اور نجات کی جگہ نہیں۔ اے اللہ! جو کتاب تو نے نازل کی میں اس پر ایمان لایا۔ جو نبی تو نے بھیجا میں اس پر ایمان لایا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر لیٹنے آؤ تو اس طرح وضو کرو جس طرح نماز کے لیے کرتے ہو۔ پھر داہنی کروٹ پر لیٹ کر یوں کہو (مندرجہ بالا دعا) تو اگر اس حالت میں اسی رات مر گیا تو فطرت پر مرے گا اور اس دعا کو سب باتوں کے اخیر میں پڑھ۔ حضرت براء کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس دعا کو دوبارہ پڑھا۔ جب میں اٰمَنۡتُ بِکِتَابِكَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلۡتَ پر پہنچا تو میں نے وَرَسُوۡلِكَ (کا لفظ) کہہ دیا۔ آپ نے فرمایا نہیں (یوں کہو) وَبِنَبِیِّكَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلۡتَ

(صحیح بخاری، کِتَابُ الۡوُضُوۡءِ بَابُ فَضۡلِ مَنۡ بَاتَ عَلَی الۡوُضُوۡءِ حدیث: 247)

مرسلہ: مریم رحمٰن

عابد خان ڈائری

حضور انور کی شفقتیں

مکرم عابد وحید خان صاحب لکھتے ہیں:

احباب جماعت کے ساتھ محبت بھرے چند لمحات

21 اکتوبر 2019ء کی صبح کو حضور انور کا بیت السبوح جرمنی میں قیام اختتام پذیر ہوا اور حضور انور کے دورے کا دوسرا حصہ جو برلن میں دو دن کے قیام پر مشتمل تھا شروع ہوا۔ صبح 11:50 پر روانگی سے قبل حضور انور نے سینکڑوں احمدیوں کے ساتھ چند لمحات گزارے جن کا دورانیہ 15 منٹ تھا جو آپ کو الوداع کرنے کیلئے آئے تھے۔ اس دوران بہت سے احمدیوں کو حضور انور سے ملنے کا موقع ملا اور قرب خلافت نصیب ہوا۔

جن لوگوں سے حضور انور نے ملاقات فرمائی ان میں ایک بڑی عمر کے بزرگ تھے جن کی لمبی داڑھی تھی۔ میں نے ان کو دورہ جرمنی کے دوران کئی مواقع پر دیکھا تھا اور دیگر یورپین ممالک کے دورے پر بھی۔ وہ اکثر لمبا سفر کر کے حضور انور کی اقتداء میں نماز پڑھنے کیلئے آتے ہیں۔ اور ہمیشہ حضور انور کو خوش آمدید کہنے والوں میں یا الوداع کرنے والوں کی صف اول میں کھڑے ہوتے ہیں۔ جب کبھی بھی اور جہاں کہیں بھی وہ حضور انور کو دیکھتے ہیں تو وہ اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ پاتے اور بلند آواز سے نعرے لگاتے ہیں جبکہ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں۔ خاص طور پر اس دن کی مناسبت سے وہ اولین لوگوں میں تھے جو حضور انور کو الوداع کرنے پہنچے تھے۔ حضور انور کو آپ کی رہائش گاہ سے باہر آتا دیکھ کر انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب حضور انور ان کے پاس تشریف لے گئے اور چند لمحوں کیلئے ان سے گفتگو فرمائی۔ حضور انور نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا وہ نعرے کے لفظ کے spelling بتا سکتے ہیں۔ اس بزرگ کی خوشی کی انتہا نہ تھی تاہم انہوں نے spellings بتانے کی کوشش کی مگر خوشی کے اثرات خوب عیاں تھے۔ یہ بزرگ ایک نومبائع ہیں اور بہت سادہ ہیں اور زیادہ پڑھے لکھے اور گفتگو کے ماہر معلوم نہیں ہوتے۔

میں بہت آسانی سے، دنیا کے راہنماؤں یا ایسے لوگوں کو جو خود کو پڑھا لکھا سمجھتے ہیں دیکھ سکتا ہوں کہ وہ ایسے لوگوں کی طرف التفات نہ کریں تاہم حضور انور کا پیار صرف مالدار یا پڑھے لکھے لوگوں کیلئے نہیں۔ بلکہ ہر ایک احمدی کیلئے ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیروکار ہیں خواہ وہ امیر ہوں یا غریب، پڑھے لکھے ہوں یا ان پڑھ، کالے ہوں یا سفید۔

بعد ازاں جب حضور انور تشریف لے جا رہے تھے تو حضور انور کی شفقتوں سے حصہ لینے والے بزرگ کہنے لگے 'مجھے ایسا لگا کہ اس دنیا میں اللہ کا نمائندہ میرے پاس تشریف لایا ہے جو روحانی طور پر کمزور اور ان پڑھ ہے۔ ان لمحات نے مجھے تسکین عطا کی اور وہ لمحات دنیا کے جملہ خزانوں سے بڑھ کر ہیں۔ میں ان لمحات کو کبھی نہیں بھولوں گا اور یہ لمحات مجھے سکون اور خوشی فراہم کرتے رہیں گے۔

اس کے ساتھ ہی اس بزرگ نے حضور انور کو ہاتھ ہلا کر الوداع کیا اور اپنی وین میں بیٹھ گئے جو برلن جانے کو تیار تھی تا کہ وہاں جا کر شام کو حضور انور کو خوش آمدید کہہ سکیں۔

(عابد خان ڈائری، حضور انور کا دورۂ یورپ 2019ء صفحہ 59-58)

ابا! آپ کی وفات کے بعد یہ متبرک گھڑی میں لے سکتا ہوں

(حضور انور کے دورہ جات کے دوران) ملاقات کے مابین جب اکثر اوقات نہایت مصروف اور کام میں گزرتے ہیں تو بسا اوقات ایسے لمحات ہوتے ہیں جب حضور انور اپنے کام کے دوران ایک منٹ یا دو منٹ کا وقفہ بھی فرماتے ہیں۔ ایسے ہی ایک وقفہ کے دوران حضور انور نے خاکسار سے میرے بچوں کے بارے میں استفسار فرمایا۔ اس پر میں نے عرض کی کہ میرا بڑا بیٹا ماہد نہایت رشک کی نگاہ سے اس گھڑی کو دیکھتا ہے جو حضور انور نے مجھے چند سال قبل تحفہ میں دی تھی۔ میں نے ماہد کی اس سے اگلی درخواست کا ذکر بھی حضور انور سے کیا جب چھ سال کی عمر میں ماہد نے نہایت حقیقت پسند تبصرہ یوں کیا کہ "ابا جب آپ فوت ہو جائیں گے تو کیا میں حضور کی دی ہوئی گھڑی لے سکتا ہوں۔" ماہد کا تبصرہ سن کر حضور انور نے خوب تبسم فرمایا اور اس کی معصومیت کا خوب مزہ لیا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا "تمہارے گھر میں ماہد ہی ہے جو بغیر خوف اور احتیاط کے جرات مندانہ تبصرہ کرتا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی حضور انور نے اپنی کرسی یوں گھمائی کہ آپ اب اپنی کتابوں اور الماریوں کی طرف دیکھ رہے تھے اور مجھے یوں لگا جیسے حضور انور کسی حوالہ کی تلاش میں کوئی کتاب تلاش کر رہے ہیں۔ تاہم میری خوشی اور حیرت کی انتہا نہ رہی جب دو سے تین منٹ کے بعد حضور انور نے اپنی کرسی گھمائی جیسے بالعموم ہوتی ہے اور رخ انور میری طرف کیا تو آپ کے ہاتھ میں ایک سلور گھڑی تھی۔

حضور نے فرمایا "یہ گھڑی میری طرف سے ماہد کو دینا۔" ہنستے ہوئے حضور انور نے فرمایا "اب کم از کم اس کو تمہارے مرنے کا انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔" میں حضور کی شفقت سے اور اپنے بچے کیلئے حضور کی محبت سے بے حد ممنون تھا۔ میں نے چند لمحات کیلئے گھڑی کو دیکھا تو مجھے احساس ہوا کہ اس کی بیٹری ٹھیک کام نہیں کر رہی تھی تو مجھے خیال ہوا کہ اس کی بیٹری بدل لوں گا۔ تاہم میرے ذہن کو پڑھتے ہوئے حضور انور نے فرمایا۔

"اس کی بیٹری ٹھیک ہے یہ کیونکہ بالکل نئی گھڑی ہے۔ اس لئے اس میں ایک پن لگائی گئی ہے تا کہ اس کی بیٹری کی زندگی کو محفوظ رکھا جا سکے اور استعمال کے وقت اس سے کام لیا جائے۔ حضور انور نے وہ گھڑی واپس لی اور خود وہ پن باہر نکال دی اور پھر مجھے واپس کر دی۔ اب وہ گھڑی بالکل ٹھیک کام کر رہی تھی۔"

میرے پاس ماہد کی خوشی کو بیان کرنے کیلئے الفاظ نہیں ہیں جب اسی شام میں گھر پہنچا اور حضور کا تحفہ اسے پہنچایا تو اس کے بعد سے اس کی سب چیزوں میں یقیناً وہ سب سے قابل فخر چیز ہے۔

یقیناً پیارے آقا ہر عمر، ہر قوم اور ہر جگہ کے احمدیوں کے جذبات اور خوشیوں کا خیال رکھتے ہیں۔

(حضور انور کا دورۂ یورپ 2019ء، عابد خان کی ڈائری، صفحہ 50-47)

اس نے اپنی کشتیاں جلادیں

ایک دوسرے موقع پر فرصت کے چند لمحات میں، میں نے خدام کی ایک ویڈیو کا تذکرہ کیا جو ان دنوں سوشل میڈیا پر گردش میں تھی۔ جس میں Chinese Whispersr کی طرز پر کچھ کھیل کھیل رہے تھے۔ بجائے زبانی پیغام آگے پہنچانے کے انہیں کچھ actions کر کے دکھانے تھے۔ ایک سے دوسرے تک یہ actions زیادہ عجیب و غریب اور اصل سے مزید دور ہوتے جاتے تھے۔ حضور انور نے بذات خود اس ویڈیو کو دیکھا اور اس سے لطف اندوز ہوئے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا "ایک مرتبہ حضرت مصلح موعودؓ نے ذکر فرمایا کہ Chinese Whispers کی ایک کھیل میں اصل محاورہ جو دیا گیا تھا وہ The Prince of Wales is coming تھا جبکہ اس کھیل کے اختتام تک وہ محاورہ یوں ہو گیا کہ Give me two pence۔ اس پر میں نے حضور انور سے پوچھا کہ کیا حضرت مصلح موعودؓ انگریزی زبان بول اور سمجھ سکتے تھے۔ حضور انور نے فرمایا۔

"ہاں، آپ انگریزی بہت اچھی طرح سمجھ لیتے تھے بلکہ بول بھی سکتے تھے۔ مثال کے طور پر Wembley Conference جو 1924ء میں منعقد ہوئی۔ اس میں جب آپ کا لیکچر حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ نے پڑھ کر سنایا تو اس سے قبل حضرت مصلح موعودؓ نے چند لمحے انگریزی میں گفتگو فرمائی۔"

حضور انور نے مزید فرمایا "یک دوسرے موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے ایک ایسی تقریب کی صدارت فرمائی جہاں انگریزی بولی جا رہی تھی۔ اس پروگرام کے دوران مقررین میں سے ایک نے نہایت متکبرانہ انداز میں تقریر کی۔ اس نے اپنی کامیابیوں کا ذکر نہایت متکبرانہ انداز میں کیا اور یہ محاورہ استعمال کیا کہ I burnt my boats یعنی میں نے اپنی کشتیاں جلادیں۔ اس تقریب کے اختتام پر مہمانان اس کی متکبرانہ تقریر کے باعث پریشان تھے۔ تاہم حضرت مصلح موعودؓ نے اختتامی کلمات سے نوازا تو آپ نے یوں آغاز فرمایا کہ "موصوف نے ممکنہ طور پر اپنی کشتیاں جلائی ہوں گی مگر وہ انا اور تکبر کو نہیں جلا سکے۔"

اس تبصرہ کا ذکر فرماتے ہی حضور انور نے تبسم فرمایا اور اس انداز سے مسکرائے کہ آپ کی حضرت مصلح موعودؓ سے محبت خوب عیاں تھی۔

(حضور انور کا دورۂ یورپ 2019ء، عابد خان کی ڈائری، صفحہ 50-47)

(ترجمہ و کمپوزنگ: وقار احمد بھٹی)

رفاقت احمد ڈوگر، انچارج رقیم پریس غانا

قسط چہارم و آخر

تاریخ احمدیت کا ایک ورق

جماعت احمدیہ، عالمگیر غلبہ اسلام اور پرنٹنگ پریس

خطاب حضور انور برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ

03/ اگست 2019ء

رقیم پریس یوکے اور احمدیہ پرنٹنگ پریس افریقہ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں ہمارا رقیم پریس جو فارنہم (Farnham) میں ہے اس کے ذریعہ اس سال چھپنے والی کتب کی تعداد 3 لاکھ 31 ہزار 810 ہے۔ اس کے علاوہ رسالہ موازنہ مذاہب، التقویٰ، النصرت، مریم، اسماعیل میگزین اور پمفلٹ اور لیف لٹس اور جماعتی دفاتر کی سٹیشنریز ہیں۔

اس وقت رقیم پریس انگلستان کی نگرانی میں افریقہ میں بھی 9 پریس کام کر رہے ہیں جن میں گھانا، نائیجیریا، تنزانیہ، سیرالیون، آئیوری کوسٹ، کینیا، گیمبیا اور برکینا فاسو اور بینن ہیں اور ان کو بھی یہاں سے ضرورت کے مطابق مشینری مہیا کی جاتی رہی۔ چنانچہ افریقن ممالک کے سارے پریسوں میں طبع ہونے والی صرف کتب کی مجموعی تعداد 4 لاکھ 44 ہزار 344 ہے۔ اس کے علاوہ رسائل ہیں، اخبارات ہیں، تبلیغی لٹریچر ہے اور لیف لٹس وغیرہ کی طباعت ہے جن کی تعداد 58/ لاکھ 70 ہزار ہے۔ جرمنی کے دو مخلص احمدیوں نے دورانِ سال گھانا میں پریس میں 6 جدید کمپیوٹرائزڈ مشینیں بھجوائی ہیں۔ ان کی تنصیب کے بعد ہمارا پریس علاقے کا جدید ترین پریس بن گیا ہے اور عمدہ کوالٹی کی طباعت کی وجہ سے مختلف کمپنیاں اور حکومتی ادارے بھی ہمارے وہاں سے کام کروا رہے ہیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات

مؤرخہ 08/ تا 11/ اگست 2019ء

13 اگست 2019ء

☆...10/ اگست بروز ہفتہ: آج دیگر دفتری ملاقاتوں کے علاوہ جلسہ سالانہ میں شرکت کی غرض سے تشریف لانے والے 7/ وفود کی حضور انور کے ساتھ ملاقات تھی۔ ان کا تعلق گیمبیا، گھانا، ماریشس اور بعض عرب ممالک سے تھا۔ مزید برآں افریقہ کے مختلف ممالک میں کام کرنے والے رقیم پریس کے نمائندگان نے بھی حضورِ انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ اس کے علاوہ وکلاء IHRC کی بھی حضور انور سے ملاقات ہوئی۔

سال 20-2019ء کے دوران جماعت احمدیہ پر نازل ہونے والے افضال کا مختصر تذکرہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفة المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ

07/ اگست 2020ء

رقیم پریس کے ذریعے سے بھی افریقہ میں کام ہو رہا ہے جہاں رقیم پریس یوکے کے زیر انتظام بہت سارے پریس چل رہے ہیں اور اس سال فارنہم کا جو ہمارا رقیم پریس ہے صرف اس میں جو کتب چھپی ہیں وہ تین لاکھ ساٹھ ہزار دو سو چالیس ہیں۔ اس کے علاوہ رسالہ 'موازنہ مذاہب'، 'النصرت'، وقف نو کے رسالہ جات 'مریم' و 'اسماعیل'۔ اس کے علاوہ پمفلٹس، لیف لیٹس، جماعتی دفاتر کی سٹیشنری وغیرہ کے کام بھی یہاں پریس سے ہو رہے ہیں۔

یسّرنا القرآن کا خط جو خطِ منظور ہے اس کی طرز پر قرآن کریم کی طباعت بھی اس سال ہوئی ہے۔ چھ سات سال سے یہ کام ہو رہا تھا۔ قادیان کی جماعت کے سپرد کیا گیا تھا تا کہ ہمارا اپنا ایک فونٹ ہو جو خطِ منظور کے مطابق ہو اور نظارت اشاعت قادیان نے اس پر بڑا کام کیا ہے۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ کہ اس خط کے ساتھ بڑا خوبصورت اور دلکش قرآن کریم چھپ گیا ہے۔ رنگین بارڈر ہیں۔ جِلد بڑی خوبصورت ہے اور جس تعداد میں یہاں آیا ہے، ابھی یوکے میں ہے اور بڑی جلدی بک رہا ہے۔ امید ہے جلد ہی ہمیں دوسرا ایڈیشن بھی شائع کرنا پڑے گا۔ اور بڑا دیدہ زیب ہے۔ اس کی جلد بھی اور اندر لکھائی اور کاغذ وغیرہ بھی اور خاص طور پر بائنڈنگ اس کی بہت اچھی ہے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا کہ اس قرآن کریم کا فونٹ جو یسرنا القرآن کے فونٹ پر ڈھالا گیا ہے اس کا نام ''خط منظور'' رکھا گیا ہے اور یہ جماعت احمدیہ کا خاص خط ہے جو باقی جگہوں پر نہیں ہے۔ اور پڑھنے میں بھی بڑا آسان ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ جماعت بھارت قادیان کی نظارت اشاعت نے اس پر بڑی محنت کا کام کیا ہے اسی طرح یہاں رقیم پریس کی مدد کے لیے ترکی کے احمدی دوست مہمت (Mehmet) صاحب ہیں انہوں نے بھی چھپوانے میں بڑی مدد کی ہے۔ آئندہ ان شاء اللہ ترجمے کے ساتھ چھپنے والے قرآن کریم بھی اسی فونٹ میں چھپیں گے۔ اسی خط کے ساتھ اور حضرت مولوی شیر علی صاحب کا ترجمہ اسی ''خط منظور'' کے ساتھ تیار ہو رہا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جلد طباعت کے لیے دے دیا جائے گا۔ اسی طرح حضرت میر اسحاق صاحب کے لفظی ترجمہ کے لیے بھی اسی طرز کو استعمال کیا جانا ہے اس کی بھی تیاری ہو رہی ہے۔ ہمارے راستے میں قرآن کریم کی اشاعت کے لیے اور پڑھنے کے لیے اور رکھنے کے لیے جتنی روکیں پاکستان میں کھڑی کی جا رہی ہیں اللہ تعالیٰ اتنے ہی زیادہ بہتر راستے ہمارے لیے کھولتا چلا جا رہا ہے۔

اس وقت رقیم پریس انگلستان کی نگرانی میں افریقہ کے آٹھ ممالک گھانا، نائیجیریا، تنزانیہ، سیرالیون، آئیوری کوسٹ، گیمبیا، برکینا فاسو اور بینن میں پریس کام کر رہے ہیں اور مشینری بھی ان کو مہیا کی گئی ہے اور ان کی کتب جو انہوں نے یہاں شائع کی ہیں ان کی تعداد چھ لاکھ بارہ ہزار سے اوپر ہے۔ اس کے علاوہ رسائل، اخبارات، تبلیغی لٹریچر، لیف لیٹس وغیرہ علیحدہ ہیں جن کی تعداد چورانوے لاکھ پچاسی ہزار ہے۔ اس دوران گیمبیا میں پرائیویٹ کاموں کے علاوہ وزارت صحت گیمبیا کے لیے بھی بڑی تعداد میں covid سے آگاہی کے لیے کچھ احتیاطی تدابیر پر مشتمل پمفلٹس پوسٹر وغیرہ چھاپنے کے لیے گورنمنٹ نے دیے کیونکہ باقی پریس بند تھے اس لیے حکومت نے ہمارے سے رابطے کر کے کہا کہ چھاپ دیں تو ان کی مدد کی گئی۔

(الفضل انٹرنیشنل 28 اگست 2020ء صفحہ 5 تا 11)

مکرم جمال الدین محمود صاحب

اگلا جنازہ مکرم جمال الدین محمود صاحب کا ہے جو سیرالیون میں نیشنل جنرل سیکرٹری تھے۔ 3 نومبر کو اچانک دل کا دورہ پڑنے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

مرحوم گذشتہ سولہ سال سے بطور جنرل سیکرٹری خدمات بجالا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ سعید الرحمٰن صاحب مشنری انچارج لکھتے ہیں کہ ان کی باقی کئی خوبیوں کے علاوہ ایک بڑی خوبی یہ بھی تھی کہ ساری دنیا کے احمدیوں کو قوم پرستی سے بچا کر ایک خاندان بنانے کے عملی مصداق تھے۔ بہت حکمت اور اخلاص سے کام کرتے تھے۔ قریباً دو ہزار افراد نے آپ کی نماز جنازہ اور تجہیز و تکفین میں شرکت کی۔ اس موقعے پر دو وزرائے حکومت، چیف آف آرمی سٹاف سیرالیون، متعدد ممبرانِ پارلیمنٹ، پیراماؤنٹ چیفس سمیت بیسیوں اعلیٰ افسرانِ

حکومت موجود تھے۔

مبارک طاہر صاحب سیکرٹری نصرت جہاں لکھتے ہیں کہ مرحوم بہت مخلص فدائی اور دل و جان سے جماعت کی خدمت کرنے والے تھے۔ ایک عرصے سے بطور جنرل سیکرٹری خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ نیز احمدیہ پرنٹنگ پریس سیرالیون کے نائب مینیجر بھی تھے۔ مرحوم کا تعلق گھانا سے تھا۔ ان کے والد مکرم ابراہیم کو جو محمود صاحب کو حضرت مولانا نذیر احمد مبشر صاحب نے تعلیم کے میدان میں خدمت کے لیے سیرالیون بھجوایا تھا۔

مبارک طاہر صاحب یہ لکھتے ہیں کہ تیرہ سال تک جمال صاحب میرے پاس روکوپور میں رہے۔ ان کے والد نے ان کو تعلیم کے لیے ان کے پاس چھوڑا ہوا تھا۔ موصوف آغاز سے ہی دیندار تھے۔ نماز باجماعت اور دیگر جماعتی خدمات میں پیش پیش رہتے تھے۔ روکوپور کے خدام کے ساتھ مل کر تبلیغ اور اشاعت دین کا کام کرتے رہے۔

عثمان طالع صاحب انچارج رقیم پریس سیرالیون کہتے ہیں کہ جمال الدین محمود صاحب خاکسار سے پہلے وہاں انچارج تھے، لمبے عرصے سے خدمت کر رہے تھے۔ خاکسار نے ان کے ساتھ بارہ سال کا وقت گزارا ہے۔ اس دوران کبھی بھی انہوں نے یہ اظہار نہیں کیا کہ خاکسار ان سے چھوٹا ہے اور ناتجربہ کار ہے بلکہ ہمیشہ احترام سے پیش آتے اور کہتے کہ آپ مبلغ ہیں اور آپ کا تقرر خلیفۃ المسیح نے کیا ہے۔ اور کبھی بھی کسی معاملے میں ایسا نہیں ہوا کہ انہوں نے خاکسار کی اطاعت نہ کی ہو۔ اطاعت اور عاجزی اتنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی کہ کبھی ان کو کوئی کام کہہ دیا جاتا تو فوراً اس کو شروع کر دیتے اور ہر ممکن طریق پر کوشش کر کے اسے مکمل کرتے۔ کہتے ہیں کہ خاکسار نے اس عرصہ میں ان سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ روزانہ بلاناغہ نماز تہجد ادا کرتے تھے۔ نماز باجماعت کی بہت پابندی کرتے تھے۔ نماز بھی ایسی ہوتی کہ اس کی خوبصورتی قابل رشک تھی۔ ہمیشہ نہایت خشوع و خضوع اور تسلی سے نماز ادا کرتے تھے۔ خلافت سے بہت عشق تھا اور ہر خطبہ جمعہ نہایت ادب کے ساتھ بیٹھ کر سنتے تھے۔

پھر یہ لکھتے ہیں کہ سیرالیون کے کلچر کے مطابق جمال صاحب نے کئی بچوں کو اپنے گھر میں رکھا۔ اپنے خرچ پر تعلیم دلوائی اور ان میں سے کئی اس وقت اچھی ملازمت کر رہے ہیں اور نہایت ادب اور پیار سے ان کو یاد کرتے ہیں۔

نوید قمر صاحب مربی سلسلہ لکھتے ہیں کہ جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ اپنے والدین اور خاندان کے دیگر بزرگوں کے نام سے تحریک جدید اور وقف جدید کی مدات میں اضافی قربانی کرتے۔ جب کبھی اپنے آبائی گاؤں روکوپور آتے تو باوجود مصروفیت کے بروقت مسجد پہنچتے۔ عموماً مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت میں لوگوں کو جماعتی تعلیمات کا بتاتے اور خصوصاً خلافت احمدیہ کی اہمیت اور برکات اور اس سے وابستگی کا مضمون بڑے احسن انداز میں سمجھاتے تھے۔ پھر لکھتے ہیں کہ تمام لوگوں سے ان کا پیار و محبت کا تعلق تھا۔ ان کی وفات کی خبر پہ کیا احمدی اور کیا غیر احمدی ہر آنکھ اشکبار تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے جنازے میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد شامل ہوئی اور گردونواح کے علاوہ طویل سفر کر کے بھی لوگ شامل ہوئے۔

مرحوم کی دو بیویاں تھیں۔ پہلی بیوی سے علیحدگی ہو گئی لیکن اولاد انہی سے دو بیٹیاں اور دو بیٹے تھے۔ ایک بیٹی کی شادی ہو گئی ہے جو کہ آسٹریلیا میں ہیں۔ باقی دو بچے گھانا میں اور ایک سیرالیون میں پڑھ رہا ہے۔ دوسری بیوی سے ان کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے اور ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 18؍دسمبر 2020ء صفحہ 5تا10)

احمدیہ پرنٹنگ پریس گیمبیا میں فائیو کلر مشین کا افتتاح

پرنٹنگ پریس کی افادیت و اہمیت سے ساری دنیا واقف ہے لیکن اشاعت اسلام کے لیے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے جس طرح اس کا استعمال کیا اسلامی دنیا میں اس کی کوئی مثال نہیں۔ پچاسی سے زائد نادر کتب کا شائع کرنا جو مذاہب باطلہ کے رد اور حقانیت اسلام کے لیے چمکتے ہوئے موتیوں کی طرح تھیں اور پھر ساری دنیا میں اشاعت اسلام کے لیے رسائل کا اجرا جیسے ریویو آف ریلیجنز، البدر، الحکم اور دیگر رسائل، اور پھر قادیان میں پرنٹنگ پریس کا آغاز و قیام نئے ہتھیاروں کی طرح تھا جس نے ساری دنیا میں اسلام کی دھاک بٹھادی اور اَلْحَمْدُلِلّٰہِ آج دنیا کے مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کے کئی پرنٹنگ پریس اشاعت اسلام کے کام میں معاون و مددگار ہیں۔

ان خوش قسمت ممالک میں گیمبیا بھی شامل ہے جہاں 1991ء سے احمدیہ پرنٹنگ پریس خدمات دینیہ میں مصروف ہے۔ انتہائی نامساعد حالات میں مکرم منصور احمد مبشر صاحب مربی سلسلہ نے پریس کا آغاز کیا اور کامیابی سے چلایا اور اب اللہ کے فضل سے یہ پریس جدت کی طرف مائل ہے۔

اللہ کے فضل و کرم سے مورخہ 8؍جنوری 2021ء بروز جمعۃ المبارک احمدیہ پرنٹنگ پریس ٹیلنڈنگ گیمبیا میں بعد از نماز جمعہ فائیو کلر مشین کا افتتاح ہوا۔ افتتاحی تقریب میں مکرم امیر صاحب گیمبیا، ٹیکنیکل ٹیم برائے انسٹالیشن، ممبران نیشنل مجلس عاملہ اور ملک کے طول و عرض سے جمعہ میں شریک بہت سارے دیگر احباب جماعت نے شرکت کی۔

مکرم امیر صاحب گیمبیا نے فیتا کاٹ کر جرمنی سے درآمدہ فائیو کلر مشین کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے مکرم امیر صاحب نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی شفقتوں کی وجہ سے آج ہم اس مشین کو گیمبیا میں دیکھ رہے ہیں۔ مکرم امیر صاحب نے سربراہ ٹیکنیکل ٹیم اور ان کی تکنیکی ٹیم کا بھی شکریہ ادا کیا جنہوں نے انتھک محنت کر کے مشین کو فکس کیا۔ مکرم امیر صاحب نے کہا کہ اس مشین کی وجہ سے جماعت کے اشاعت سے متعلقہ کاموں میں سہولت پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں جدت آئے گی جو ملکی ترقی میں بھی ممد و معاون ہوگی۔ اس موقع پر مکرم امیر صاحب نے مینیجر پریس مکرم محمد ظہیر احمد اور ان کی ٹیم کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ان سب کی انتھک محنت کی وجہ سے پریس ایک خاص مقام پر پہنچا ہے۔ مینیجر صاحب پریس نے بھی حضور ایدہ اللہ کی شفقتوں کا ذکر کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آئندہ بھی مزید کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تقریب کے اختتام پر ریفریشمنٹ کا بندوبست بھی کیا گیا تھا۔ ایم ٹی اے گیمبیا نے مکرم امیر صاحب اور مکرم پریس مینیجر صاحب کا انٹرویو لیا۔

اس بابرکت موقع پر پریس مینیجر صاحب اور ان کی ٹیم نے مشین کی پہلی پرنٹنگ کا آغاز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک خوبصورت رنگین تصویر اے ٹو پوسٹر سائز میں پرنٹ کر کے کیا۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

یاد رہے کہ یہ مشین حضور ایدہ اللہ کی گیمبیا پر بے شمار شفقتوں میں سے ایک ہے۔ اس سے پہلے حضور انور نے 2014ء میں سی ٹی پی (کمپیوٹر سے براہِ راست پلیٹ بنانے والی) مشین بھجوائی جو گیمبیا میں صرف احمدیہ پرنٹنگ پریس کے پاس ہے۔ اسی طرح 2017ء میں ازراہ شفقت ٹو کلر مشین بھجوائی۔ اور اب انتہائی جدید ٹیکنالوجی سے لیس فائیو کلر مشین عنایت فرمائی ہے۔ اللہ کے خاص فضل سے اس طرح کی فائیو کلر مشین پورے گیمبیا میں صرف احمدیہ پرنٹنگ پریس کے پاس ہے۔ اگرچہ گورنمنٹ کے پاس فائیو کلر مشین ہے لیکن وہ پرانے ماڈل کی ہے جو زیادہ افادیت کی حامل نہیں۔ اس مشین کے آنے سے احمدیہ پرنٹنگ پریس نے ترقی کا ایک اور زینہ طے کر لیا ہے۔ امید ہے کہ اس پریس کا فائدہ گیمبیا کے علاوہ ہمسایہ ممالک سینیگال اور گنی بساؤ کی جماعتیں بھی اٹھائیں گی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت ماہرین کی ایک ٹیم کو مشین کی فکسنگ کے لیے ارشاد فرمایا جنہوں نے لگاتار دس بارہ دن سخت محنت و جانفشانی کے ساتھ مکینیکل و الیکٹریکل کام مکمل کر کے مشین کو فکس کیا اور پریس کی مقامی ٹیم کو کام کرنے میں مدد دی (یاد رہے کہ پریس کی ٹیم میں واقفین نو اور اللہ کی راہ میں اسیری برداشت کر چکنے والے افراد کے علاوہ مقامی افراد بھی شامل ہیں۔ جو اپنے کام میں ماہر ہیں۔)

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ گیمبیا میں احمدیہ پرنٹنگ پریس کا قیام 1991ء میں ہوا۔ شروع میں پریس کی ملکیت چند ایک روایتی مشینیں تھیں اور پھر حضور انور نے ازراہ شفقت کئی جدید ٹیکنالوجی کی حامل مشینیں عطا فرمائیں جس کی وجہ سے آج احمدیہ پرنٹنگ پریس ملک کا ایک سرکردہ پریس ہے۔ پرنٹنگ کے اعلیٰ معیار کی وجہ سے عوام اور گورنمنٹ کا بے حد اعتماد ہے جس کی وجہ سے جماعتی پرنٹنگ کے علاوہ حکومتی اور دیگر اداروں کی پرنٹنگ کا کام بھی آ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ احمدیہ پرنٹنگ پریس گیمبیا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خواہش کے مطابق اشاعت اسلام کے کام میں اپنا کردار بہترین انداز سے ادا کرنے کی توفیق پائے۔

(رپورٹ: سید سعید الحسن شاہ۔ مشنری انچارج گیمبیا)

جلسہ سالانہ یوکے 2021ء (خلاصہ)

رقیم پریس فارنہم، یوکے کے ذریعہ سے چھپنے والی کتب کی تعداد تین لاکھ پندرہ ہزار سے زائد ہے۔

واقفین نو کے لئے وسیع میدان

اس وقت دنیا کے 11 ممالک میں جماعت احمدیہ کے پرنٹنگ پریس کام کر رہے ہیں۔ اس زمانہ میں جہاں دوسرے میدانوں میں جماعت احمدیہ کو واقفین کی ضرورت ہے وہاں پرنٹنگ کا میدان بھی واقفین نو اور واقفین زندگی کا شدت سے انتظار کر رہا ہے جو اس میدان کے ٹیکنیکل امور میں مہارت حاصل کر کے غلبہ اسلام کی مہم میں اہم کردار ادا کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ، اشاعت اسلام کے لئے ان پریسوں کے بہتر اور مبارک نتائج پیدا کرتا رہے۔ آمین

مدثر ظفر

اہل مصر بلیوں کی پرستش کیوں کرتے تھے؟

ایسا توہّم جس کے باعث ملک ہاتھ سے جاتا رہا

ایک لاکھ تیس ہزار سال قبل انسانوں نے گروہ کی صورت میں مل جل کر رہنا شروع کیا۔ تقریباً 12,000 سال پہلے ہمارے شکاری اجداد نے کھیتی باڑی میں اپنا ہاتھ آزمانا شروع کر دیا تھا۔ سب سے پہلے انہوں نے جنگلی اقسام کی فصلیں جیسے مٹر، دال اور جو اگائی اور جنگلی جانوروں جیسے بکریوں اور جنگلی بیلوں کو چرانا اور پالنا شروع کیا اور انہیں کھیتی باڑی میں بھی استعمال کرنے لگے۔ انسان کی قدیم ترین باقیات کے ساتھ ہی اس بات کے آثار بھی ملتے ہیں کہ وہ بے شمار چیزوں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ حتمی طور پر اس بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا البتہ ملنے والے آثار سے پتہ چلتا ہے کہ انسانوں نے جانوروں کی پرستش 3100 قبل مسیح میں کرنا شروع کی۔ یہ اہل مصر ہی تھے جنہوں نے پہلے پہل جانوروں کو پوجنا شروع کیا۔

مصری تہذیب کئی حوالوں سے اپنی منفرد پہچان رکھتی ہے جس کا شمار دنیا کی قدیم ترین تہذیب کے طور پر ہوتا ہے۔ تہذیبِ مصر نے کئی عروج و زوال دیکھے ہیں۔ اپنے عروج میں تہذیب مصر تجارت، سائنس، فن تعمیرات، علم و فن کا گہوارہ سمجھی جاتی تھی۔ اس کے باوجود اہل مصر کئی طرح کے توہمات کا بھی شکار تھے۔ جب بھی ہمارے سامنے مصر کا ذکر ہوتا ہے تو چشم تصور میں اہرام مصر سمیت عقل کو خیرہ کر دینے والی منفرد طرز تعمیر کی حامل قدیم عمارتیں اور مورتیاں آتی ہیں۔ ان مورتیوں میں سے ایک بلی کی مورتیاں اور حنوط کی گئی لاشیں بھی شامل ہیں۔ قدیم مصری بلیوں کی پوجا بھی کیا کرتے تھے اور یہ امر حیرت انگیز ہے۔ ابتداء میں انسان جب اپنے سے طاقتور مظاہر دیکھتا جو ان کے قابو سے باہر ہوتے یا ان کے لیے فائدہ مند ہوتے یا انہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچانے پر قادر ہوتے تو انہیں دیوتا جانتے اور ان کی پوجا پاٹ شروع کر دیتے۔ جیسا کہ آگ جو انہیں جلا دیتی تھی، ان کے لیے کھانا پکاتی تھی، روشنی اور حدت کا سامان کرتی تھی قابل پرستش ٹھہری۔ ہوا، جو انہیں گرمی سے فرحت بخشتی، پھرتی تو انہیں اڑا لے جاتی تھی۔ پانی جو پیاس بجھاتا، ان کی صفائی ستھرائی کرتا اور ان کی فصلوں کو شاداب کرتا اور کبھی بصورت طوفان یا سیلاب ان پر غضبناک ہوتا اور انہیں سزا دیتا تھا۔ دریا جو انہیں مچھلیاں دیتا اور دور دراز کے سفروں میں سہولت فراہم کرتا۔ سورج جو انہیں روشنی اور گرمی دیتا اور ان کی فصلوں کو پکاتا تھا، چاند جو ان کی اندھیری راتوں میں روشنی کا سامان کرتا تھا اور اپنے حسن کے سحر میں مبتلاء کرتا تھا۔ ستارے جو ان کے راہنما تھے ان کے نزدیک قابل پرستش تھے۔ سانپ جو انہیں ڈس کر موت کے گھاٹ اتار دیا کرتا اور دہشت کی علامت تھا، بیل جو ان کے لیے زمین سینچتا اور دودھ اور گوشت مہیا کرتا تھا مقدس ٹھہرا۔ پہاڑ جو ان پر بلند اور سر کرنے میں مشکل تھے، غضبناک ہوتے تو ان پر پتھر برساتے تھے پوجے گئے تاکہ وہ ان پر رحم کریں، علیٰ ھذا القیاس۔ لیکن بلیوں میں ایسی کیا قابلیت تھی کہ ان کی پرستش کی جائے؟

بلیوں کا انسانوں سے تعلق قریب 10 سے 12 ہزار سال پرانا ہے۔ بلیوں کو مصری تہذیب میں ایک خاص مقام حاصل تھا۔ حتی کہ وہ خود سے زیادہ بلیوں کی حفاظت کرتے اور ان کا خیال رکھا کرتے تھے۔ اگر کسی گھر میں آگ لگ جاتی تو مصری سب سے پہلے بلیوں کو گھر سے نکالتے۔ جب کسی کی بلی مر جاتی تو گھر کے تمام افراد اپنی بھویں منڈوا لیتے اور سر کے بال کاٹ دیتے اور تب تک بلی کے مرنے کا سوگ مناتے جب تک ان کی بھویں دوبارہ نمودار نا ہو جاتیں۔ لیکن وہ بلیوں کو اتنی زیادہ اہمیت کیوں دیتے تھے؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ بلیاں چوہوں اور دیگر اناج کھانے والے حشرات سے ان کے غلہ کی حفاظت کرتی تھیں۔ قریب دس ہزار سال قبل قدیم مصریوں نے بلیوں کو پالنا شروع کیا تھا۔ ابتداء میں جب انہوں نے اناج اگانا شروع کیا تو انہیں چوہوں اور دوسرے غلہ کھانے والے حشرات اور زہریلے سانپوں سے بہت پریشانی اٹھانا پڑتی تھی۔ بلیاں ان سے غلہ کی حفاظت کیا کرتیں اور سانپوں کو بھگا دیا کرتی تھیں جس وجہ سے اہل مصر میں انہیں خاص مقام حاصل ہوتا گیا۔ انہوں نے جان لیا تھا کہ بلیاں اس معاملہ میں ان کی پریشانی کا مداوا کر سکتی ہیں۔ انہوں نے اپنا غلہ گھروں میں کھلے عام رکھنا شروع کر دیا اور بلیوں کو گھروں میں آزادانہ آمد و رفت کے مواقع فراہم کیے۔ تاکہ وہ اناج میں چھپے چوہوں اور غلہ کھانے والے حشرات کو بھگا دیا کریں۔ بلی ہر گھر کی ضرورت بن چکی تھی اور اس وقت کوئی گھر بھی ایسا نہیں تھا جہاں بلیاں نہ ہوں وہ انہیں گھر کا ہی ایک فرد خیال کرتے تھے۔ اس طرح بلیوں کے لیے بھی خوراک کا حصول آسان ہو گیا اور وہ مصریوں کے ساتھ گھل مل گئیں۔ رفتہ رفتہ اہل مصر میں بلیوں کو روحانی درجہ حاصل ہونے لگا۔ مصری خیال کرتے تھے کہ بلیوں کا خواب میں آنا اچھا شگون ہوتا ہے۔ بلی کو خواب میں دیکھنے والا شخص خود کو خوش قسمت خیال کرتا اور یقین کرتا کہ اس کی زندگی میں ضرور کچھ اچھا ہونے والا ہے۔

باسیت مصریوں کے نزدیک ایک جنگجو دیوی تھی جو سورج اور چاند کی بیٹی تھی۔ جس کا سر شیرنی اور دھڑ عورت کا تھا جسے انصاف کرنے والی دیوی کے طور بھی پوجا جاتا تھا جو بعد ازاں ایک بلی میں تبدیل ہو گئی۔ بلی میں تبدیل ہونے کے بعد اس کی جنگجویانہ فطرت یکسر بدل گئی۔ اب یہ دیوی گھروں کی رکھوالی کرتی ہے اور بیماریوں اور آفات سے بھی بچاتی ہے۔ اس دیوی میں ممتا والی صفات کا ظہور ہوا اور اب یہ بانجھ عورتوں کو اولاد سے بھی نوازتی ہے اور خواتین کو خوبصورتی عطاء کرتی ہے۔ فصلوں کو زرخیز بناتی ہے اور خوشحالی لاتی ہے۔

مصریوں کا خیال تھا کہ بلیاں جادوئی طاقتوں کی بھی حامل ہوتی ہیں جو انسانوں پر نازل ہونے والی آفات کا مقابلہ کرتی ہیں۔ مصری بلیوں کا بغور مشاہدہ کرتے کہ وہ کس طرح چوہوں کا شکار کرتی اور زہریلے سانپوں

کو بھگاتی ہیں۔ چنانچہ جنگلی جانوروں اور پرندوں کا شکار کرنے کے لیے وہ بلیوں والی طریقے استعمال کرتے تھے۔

اہل مصر ہر سال مخصوص ایام میں باسیت کا تہوار مناتے اور خصوصی عبادات کا اہتمام کرتے تھے۔ تہوار کا شمار اس وقت کے بڑے مصری تہواروں میں ہوتا تھا۔ بلیوں کے لیے ٹیمپل میں جگہ بنائی جاتی جہاں مرنے کے بعد انہیں حنوط کر کے ان میں رکھا جاتا تھا۔

525 قبل مسیح میں ہونے والی جنگ جسے بیٹل آف بلوسیا کہا جاتا ہے جس میں فارس کے بادشاہ سائرس کے بڑے بیٹے کمبیسیز نے مصر فتح کیا۔ کہا جاتا ہے کہ کمبیسیز جانتا تھا کہ مصری بلیوں کو بہت عزیز رکھتے ہیں، ان کی پرستش کرتے اور انہیں انتہائی مقدس خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ کمبیسیز نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ جتنی ہو سکے بلیاں جمع کریں۔ حتی کہ سپاہیوں کی ڈھالوں پر بھی بلیوں کی تصاویر بنا دی گئیں۔ جب کمبیسیز اور اس کے لشکر نے بلوسیا کے شہر کی جانب پیش قدمی کی بلیاں ان کے ساتھ تھیں۔ جنگ شروع ہوئی تو بلیاں کیمبیس کے سپاہیوں سے چمٹ گئیں یا سپاہیوں نے بلیوں کو اپنی بغلوں میں داب لیا۔ مصری جو بلیوں کو مقدس جانتے اور انہیں نقصان پہنچانے سے ڈرتے تھے، اس خوف سے کہ بلیوں کو نقصان پہنچے گا نہایت بے دلی سے لڑے۔ یہاں تک کہ تیر انداز دستے نے دشمن افواج پر تیر چلانے سے بھی انکار کر دیا۔ نتیجتاً مصری کیمبیس اور اس کی فوج کے سامنے زیادہ مزاحم نہ ہو سکے، یوں کیمبیس نے بلیوں کو ڈھال بنا کر بلوسیا پر قبضہ کر لیا۔

مصریوں نے اپنے دور میں بلیوں کی حفاظت کی خاطر باقاعدہ قانون سازی کر رکھی تھی۔ مثلاً اگر کوئی شخص بلی کو مار دیتا خواہ غلطی سے ہی مارے اس کی سزا موت تھی۔ اسی طرح بلیوں کی تجارت اور ملک سے باہر لے جانے پر سختی سے پابندی عائد تھی۔ جب کوئی بلی مر جاتی تو مالک اسے حنوط کرتا اور اس کا کھانا اس کے ساتھ رکھتا۔ اگر کسی بلی کا مالک بلی کی زندگی میں ہی وفات پا گیا ہوتا تو بلی کے مرنے کے بعد اسے حنوط کر کے اس کے مالک کے ساتھ رکھا جاتا تھا۔ آج تک ایسی ہزاروں حنوط شدہ بلیاں دریافت ہو چکی ہیں۔ نیز ملنے والے قدیم مصری آثار میں جا بجا دیواروں پر بلیوں کی مورتیں کندہ ہیں جن سے مصریوں کی بلیوں سے بے پناہ محبت اور مصری تہذیب میں بلیوں کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

رپورٹ : حافظ مصور احمد مزمل۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آنلائن سینیگال

سینیگال کے ریجن تانباکنڈا میں نئی مسجد کا افتتاح

قرآنی پیشگوئیوں کے عین مطابق جیسے اسلام نے دور اول میں معجزانہ ترقی کی اور نہایت قلیل عرصہ میں امن وسلامتی کی پر اثر تعلیمات کی وجہ سے اطراف عالم میں پھیلا۔اسی طرح مسیح آخرالزمان کے اس بابرکت دور میں خدائی تائید ونصرت کی وجہ سے ایک مرتبہ پھر اسلام برق رفتاری سے چار سو ترقیات کی جانب گامزن ہے۔

آخرین کے اس بابرکت دور میں دور اول کی طرح مخالفین کی طرف سے مختلف حربوں کا سامنا رہتا ہے۔اور ان کی ان ناکام سازشوں سے اگر ایک طرف بظاہر ترقی کی رفتار میں سستی نظر آتی ہے تو وہیں دوسری طرف خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت کے نظارے دیکھنے کو ملتے ہیں۔جہاں ایک طرف مساجد کو گرایا جاتا ہے وہیں دوسری طرف خدا تعالیٰ سینکڑوں کی تعداد میں جماعت کو مزید مساجد بنانے کی توفیق عطا فرماتا چلا جاتا ہے۔اور اس دور آخر میں اسلام کی ترقی میں جماعت احمدیہ یعنی حقیقی اسلام نے دنیا کے تمام ممالک میں مساجد کی تعمیر کر کے اسلامی مراکز کی بنیاد رکھی اور اب وہاں سے اسلام کی تعلیم دور جدید کے تقاضوں کے مطابق پھیلائی جارہی ہے۔

اس سلسلہ کی کڑی کے تسلسل میں محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خاص راہنمائی میں جماعت احمدیہ سینیگال کو ریجن تانباکنڈا Tambacounda میں ایک نئی دیدہ زیب مسجد کی تعمیر کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

یہ مسجد ریجن تانباکنڈا Tambacounda کے ایک اہم شہر کسانار Koussanar میں نیشنل ہائی وے کے قریب ہی تعمیر کی گئی ہے۔اس شہر کے ارد گرد 15 دیہاتوں میں احمدیت کا قیام ہو چکا ہے۔اس مسجد کی زمین کا کل احاطہ تقریباً 3000 مربع میٹر ہے۔مسجد کا احاطہ 700 مربع میٹر ہے۔اس مسجد کا نام «احمدیہ مسجد کسانار» تجویز ہوا ہے۔مسجد کا سنگ بنیاد ستمبر 2020 میں مکرم ومحترم ناصر احمد سدھو صاحب امیر و مشنری انچارج سینیگال نے رکھا اور دعا کروائی۔مسجد کی تعمیر کا کام ایک سال میں مکمل ہوا۔اس کی تعمیر میں کافی کام وقار عمل کے ذریعہ کیا گیا۔حافظ مصور احمد مزمل مبلغ سلسلہ ریجن تانباکنڈا کو تعمیر کی نگرانی کی توفیق ملی۔مسجد کا مسقف حصہ 144 مربع میٹر ہے جس میں 250 نمازیوں کی گنجائش ہے۔محراب نما ستونوں کی وجہ سے مسجد باہر سے نہایت خوبصورت نظر آتی ہے۔مسجد کی اندرونی دیواروں کو اسمائے باری تعالیٰ سے مزین کیا گیا ہے۔مسجد کے مینارے شہر میں داخل ہوتے ہی دور سے اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔غرض شہریوں کے بقول احمدیہ مسجد کسانار شہر کی خوبصورتی میں ایک نمایاں اضافہ ہے۔

مؤرخہ 29 اکتوبر 2021ء کو مکرم و محترم ناصر احمد سدھو صاحب امیر جماعت و مشنری انچارج سینیگال نے فیتہ کاٹا اور دعا کروا کر مسجد کا رسمی افتتاح کیا اس کے بعد نماز جمعہ کی امامت کروائی۔اس موقع پر شہر کے معززین، امام، متعدد دیہاتوں کے چیفس اور آئمہ، مختلف حکومتی نمائندوں کے علاوہ ریجن کے گورنر کی نمائندگی میں شہر کے ڈپٹی کمشنر بھی اس موقع پر موجود تھے۔تمام حاضرین نے جماعت احمدیہ کی مذہبی وفلاحی سرگرمیوں کی تعریف کی۔اور ہر موقع پر جماعت احمدیہ کے خدمت خلق کے کاموں کو سراہا۔اس بابرکت موقع پر ارد گرد کے دیہاتوں کے علاوہ دیگر ریجنز کے نمائندگان بھی کثیر تعداد میں موجود تھے۔شاملین کی کل تعداد 530 تھی۔حاضرین کی بعد از نماز جمعہ طعام سے تواضع کی گئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو نور و ہدایت کا سرچشمہ بنا دے، یہاں سے اسلام کی حقیقی تعلیم کی تبلیغ ہو، اس مسجد کے ذریعہ احمدیوں کی اعلیٰ اسلامی رنگ میں تربیت ہو اور ارد گرد کے دیگر دیہاتوں کی ہدایت کا موجب ہو۔آمین

اعلان نکاح

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بتاریخ 20/ نومبر 2021ء بعد نماز ظہر و عصر بمقام مسجد مبارک اسلام آباد، یوکے میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرما کر ان کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔

- عزیزہ ستارہ ندرت (واقفۂ نو) بنت مکرم محمد اقبال باجوہ صاحب (ربوہ)
  ہمراہ عزیزم محمد فاتح ملک (واقف زندگی۔ ایم ٹی اے کینیڈا) ابن مکرم مامون ملک صاحب (کینیڈا)
- زیزہ فریحہ لنتہ (واقفۂ نو) بنت مکرم صالح احمد ناصر صاحب (ربوہ)
  ہمراہ عزیزم عمران ناصر (مربی سلسلہ) ابن مکرم ناصر احمد صاحب
- عزیزہ طیبہ ناصر بنت مکرم ناصر احمد صاحب (لندن)
  ہمراہ عزیزم قاصد احمد بھٹی (واقفِ نو) ابن مکرم ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی صاحب (نائب امیر جماعت یوکے)
- عزیزہ مبارکہ بھٹی بنت مکرم عبدالرؤوف بھٹی صاحب (لندن)
  ہمراہ عزیزم سحیل احمد (واقفِ نو) ابن مکرم بشیر احمد صاحب (کارکن دفتر PS اسلام آباد۔ یوکے)
- عزیزہ عائشہ اُمم (واقفۂ نو) بنت مکرم شیخ محمد اسداللہ خان صاحب (کراچی)
  ہمراہ عزیزم نوید احمد طیب (واقفِ نو) ابن مکرم نسیم احمد طیب صاحب (لندن)
- عزیزہ تحسینہ معین (واقفہ نو) بنت مکرم معین احمد صاحب (لاہور)
  ہمراہ عزیزم اویس انور ابن مکرم محمد نوید احمد صاحب (لاہور)

اللہ تعالیٰ ان تمام نکاحوں کو بابرکت فرمائے۔ادارہ الفضل کی طرف سے تمام فریقوں کو مبارکباد پیش ہے۔

صفدر نذیر گولیکی

بینن کے ابتدائی احمدی

مکرم یونس داؤدا کی یاد میں

مکرم یونس داؤدا مرحوم، مکرم ذکر اللہ (سکیرو داؤد) کے چھوٹے اور عیسیٰ داؤدا صاحب کے بڑے بھائی تھے۔

تینوں بھائی ہی جماعت کے شیدائی اور فدائی تھے۔خاکسار 1988تا1996ء تک بینن میں بطور امیر و مشنری انچارج رہا اور ان تینوں کی شفقت سے بھرپور حصہ پایا۔

اُس دور میں مکرم یونس داؤدا ہماری عاملہ کے فینانس سیکرٹری، چھوٹے بھائی جنرل سیکرٹری اور ذکر اللہ صاحب نائب امیر تھے۔ داؤدا یونس صاحب بہت بڑے دنیاوی عہدوں پر فائز ہونے کے باوجود بہت ہی منکسر المزاج تھے۔جب بھی ان کے آفس میں جانے کا اتفاق ہوتا ہمیشہ اُٹھ کر پُرتپاک استقبال کرتے، مشروبات پیش کرتے اور میری آمد پر خوشی کا اظہار کرتے۔

جماعتی پیسے کی اسطرح حفاظت کرتے جیسے ذاتی رقوم ہوں، سختی سے آڈٹ کرتے مگر جائز ضروریات پر خرچ سے دریغ نہ کرتے جس کے نتیجہ میں ملکی حساب کتاب مرکز سے بھی ٹھیک رہتا۔

مجھے سب سے زیادہ متاثر جس بات نے کیاوہ ان کی عبادت تھی اسقدر ڈوب کر عبادت کرتے کہ حیرانی ہوتی کہ کس قدر خدا سے لگاؤ ہے اور اکثر خدام کو نصیحت بھی کرتے کہ نماز میں انہماک ہونا چاہئے ہاتھوں کی غیر ضروری حرکات، کپڑوں، ٹوپی کو درست کرتے رہنے یا ناک اور آنکھوں کی صفائی سے نماز سے توجہ ہٹ جاتی ہے۔

2017ء کے جلسہ بینن میں خاکسار بھی شامل ہوا۔دورانِ جلسہ ایک ہی ہوٹل میں قیام تھا۔عرصہ دراز (21سال) بعد ملاقات ہوئی۔ان کی خوشی دیدنی تھی، گلے ملے، بہت نحیف اور کمزور لگ رہے تھے، میں نے استفسار کیا تو بتانے لگے کہ اب عمر ڈھلنے لگی ہے۔بہت دیر تک بیٹھے پرانی یادیں تازہ کرتے رہے۔خاموش طبع اور کم گو تھے۔

حضور انور نے خطبہ جمعہ 10ستمبر 2021ء میں مرحوم کی خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

اگلا ذکر ہے مکرم داؤدا رزاقی یونس صاحب بینن کا جن کی 27 اگست کو وفات ہوئی ہے،74سال کی عمر میں اناللہ وانا الیہ راجعون۔

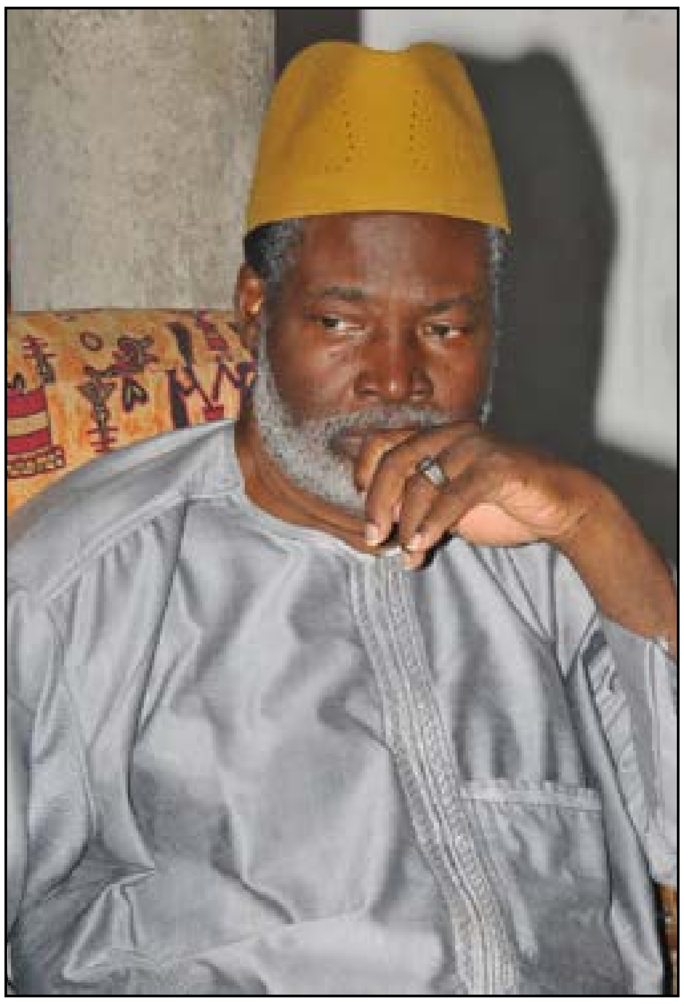

یہ مرحوم بینن کے پہلے احمدیوں میں سے تھے، اپنے گھر میں اکیلے احمدی تھے، 1967ء میں اپنے بڑے بھائی مکرم ذکر اللہ داؤدا مرحوم جو بینن کے سب سے پہلے احمدی تھے ان کے ذریعہ احمدیت قبول کی۔ان کے بیوی بچے احمدی نہیں ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی توفیق دے۔

امیر و مشنری انچارج صاحب بینن لکھتے ہیں کہ قبولیت احمدیت کا واقعہ فوت ہونے سے چند دن قبل مجھے بتایا کہ جب میرے بڑے بھائی مکرم ذکر اللہ داؤد جو نائیجیریا میں احمدیت قبول کر چکے تھے، ان کے احمدیت قبول کرنے کی خبر ملی اور ساتھ ہی لوگوں کی احمدیت کے بارے میں طرح طرح کی باتیں سنی تو میں انکو ملنے گیا، میں نے ان کو الیس اللہ کی انگوٹھی پہنے دیکھی تو میں نے فوراًاپنے بڑے بھائی سے پوچھا کہ یہ انگوٹھی کیسی پہن رکھی ہے اور آپ کے مذہب میں اس کی کیا حیثیت ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ اس پر قرآن مجید کی آیت لکھی ہے جس کا مطلب ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟ اور جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے پھر کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا بھائی سے کہ کیا اسلام سے مختلف مذہب ہے احمدیت کوئی؟ انہوں نے بتایا کہ جس امام کا تم انتظار کر رہے ہو وہ آگیا ہے، ہم یہ کہتے ہیں اور یہی سچا اسلام ہے۔پھر کہتے ہیں کہ اس بات کو سن کہ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کیا اور اسلامی اصول کی فلاسفی کا مطالعہ کیا اور میں نے احمدیت قبول کرلی۔

بینن کے پڑھے لکھے احمدیوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔فرانس سے بزنس مینجمنٹ میں ماسٹرز کیا انہوں نے بینن کے، بجلی اور پانی کے نیشنل ڈائریکٹر کے عہدے سے ریٹائر ہوئے، نہایت بارعب، بارعش اور باوقار شخصیت تھے۔نمازوں کے پابند، تہجد گزار، ایک نیک اور مخلص انسان تھے حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء سے بےپناہ محبت تھی، ان کی کتب کا مطالعہ آپ کا معمول تھا، بہت سے جماعتی عہدوں پر فائز رہے اور جماعت بینن کے لئے آپ کی بہت سی خدمات ہیں، پہلے چیئرمین ہیومنٹی فرسٹ کے عہدے پر تھے پہلے، میڈیکل کیمپس لگایا کرتے تھے اور خود ڈاکٹرز کے ساتھ جا کر سارا سارا دن بغیر کھائے انسانی خدمت میں مصروف رہتے تھے۔ڈاکٹر قمر احمد علی صاحب کہتے ہیں بینن میں بطور ڈاکٹر خدمت کی توفیق ملی مجھے وہ کہتے ہیں کہ میڈیکل کیمپس کے دوران خواہ تھکاوٹ ہوتی یا سفر کی وجہ سے لیٹ سوتے ہمیشہ میں نے انہیں رات کو لمبی تہجد پڑھتے دیکھا ہے جب بھی آنکھ کھلی انکو تہجد پڑھتے دیکھا جب کوئی تقریر کرتے تو بڑے ہی درد کے ساتھ شرائط بیعت پر عمل کرنے کی تلقین کرتے۔مظفر احمد صاحب ظفر مبلغ سلسلہ کہہ رہے ہیں کہ جب بھی کوئی تقریر کرتے درد کے ساتھ شرائط بیعت پر عمل کرنے کی تلقین کرتے اور کہتے ہیں خاکسار کو کہا کرتے تھے کہ جب تک ہر احمدی حضرت مسیح موعودؑ کے اس پیغام کو نہیں سمجھتا کہ الیس اللہ بکاف عبدہ تو وہ مادیت پرست ہے۔پھر امیر صاحب لکھتے ہیں کہ 2006ء میں جماعت کو ایک 30ایکڑ کا قطعہ ہبہ کیا2021ء میں کہتے ہیں میں نے خواہش ظاہر کی کہ بینن میں مدرسۃ الحفظ کی بلڈنگ بنوا کر جماعت کو تحفہ پیش کریں تو انہوں نے بڑا مسکرا کر کہا کہ انشاءاللہ اور یہ شروع بھی ہو گیا ہے۔کہا کرتے تھے کہ اگر جماعت کے بچے پڑھ لکھ جائیں تو بینن کی جماعت افریقہ کی بڑی جماعتوں میں سے ہوگی۔آپ بچوں کو جماعت کی قیمتی کتابیں بطور انعام دیا کرتے تھے۔یتیم خانہ بیت الاکرام میں گئے تو ڈاکٹر ولید صاحب جو وہاں کے انچارج ہیں انکو نصیحت کی کہ ان بچوں کی صحت اور سیکیورٹی کا بہت خیال رکھیں کیونکہ یہ ہماری جماعت اور قوم کے بچے ہیں اور ہم سب ان کے والدین ہیں اور دعائیں بھی دیں۔اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

ہیں۔اور فقط دنیا کے مقاصد اور آرزوؤں تک چل کر آگے ٹھہر جاتے ہیں۔ مگر وہ مدعا جو خدائے تعالیٰ اپنے پاک کلام میں بیان فرماتا ہے، یہ ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات:57) یعنی مَیں نے جنّ اور انسان کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھے پہچانیں اور میری پرستش کریں۔پس اس آیت کی رُو سے اصل مدعا انسان کی زندگی کا خدا تعالیٰ کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ کے لئے ہو جانا ہے۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی،روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 414)

یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کو تو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ اپنی زندگی کا مدعا اپنے اختیار سے آپ مقرر کرے کیونکہ انسان نہ اپنی مرضی سے آتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے واپس جائے گا بلکہ وہ ایک مخلوق ہے اور جس نے پیدا کیا اور تمام حیوانات کی نسبت عمدہ اور اعلیٰ قویٰ اس کو عنایت کئے، اُسی نے اس کی زندگی کا ایک مدعا ٹھہرا رکھا ہے، خواہ کوئی انسان اس مدعا کو سمجھے یا نہ سمجھے مگر انسان کی پیدائش کا مدعا بلاشبہ خدا کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ میں فانی ہو جانا ہی ہے۔

پس یہ وہ مقام اور معیار ہے جسے ہر احمدی نے حاصل کرنا ہے اور کرنا چاہئے، اس کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔انسان خود جتنا چاہے اپنا مقصد بنالے اور اس کے حصول کے لئے کوشش کرے، اُس کی زندگی بے معنی ہے۔آجکل اپنے سکون کے لئے انہی اغراض کو پورا کرنے کے لئے دنیا میں اور خاص طور پر مغربی ممالک میں تو بیشمار طریقے ایجاد کرنے کی انسان نے کوشش کی جن کا ماحصل صرف بے حیائی ہے۔انسانی قدریں بھی اس قدر گر گئی ہیں کہ انسان ہر قسم کے ننگ اور بیہودگی کو لوگوں کے سامنے کرتا ہے بلکہ ٹی وی پر دکھانے پر بھی کوئی عار نہیں سمجھا جاتا۔بلکہ بعض حرکات جانوروں سے بھی بدتر ہیں اور اسی کو فن اور سکون کا نام دیا جاتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 06جولائی 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ایڈیٹر کے نام خط

اسلامی اصطلاحات کے بر محل استعمال کا انعام

- مکرم ظہیر احمد طاہر نائب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی تحریر کرتے ہیں :

گزشتہ ماہ ربیع الاوّل کی مناسبت سے روزنامہ الفضل آن لائن میں ”اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال“ سے متعلق شائع ہونے والے 18 تا 23/ اکتوبر 2021ء کے چھ شمارے بطور خاص پڑھنے کی توفیق ملی۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالك۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی تجویز پر مختلف اسلامی اصطلاحات کے بر محل استعمال سے متعلق بہت مفید اور معلوماتی مواد ایک جگہ اکٹھا ہوگیا ہے۔ جسے پڑھ کر مختلف اصطلاحات کے متعلق بے شار نئی باتیں معلوم ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ تمام لکھنے والوں کو اس کی بہترین جزا دے۔ ان کے علم و عرفان میں برکت عطا فرمائے اور پہلے سے بڑھ کر سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنا قلم اس میدان میں استعمال کرنے کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین ثم آمین۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تمام اسلامی اصطلاحات ہر احمدی مسلمان کی زندگی کا اہم جزو اور لازمی حصہ ہیں۔ جس طرح مچھلی کا پانی کے بغیر زندہ رہنا محال ہے اسی طرح ایک احمدی مسلمان کا ان اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے دور رہنا محال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر احمدی مسلمان گھرانے میں بچپن ہی سے اپنے بچوں کو ماں کے دودھ کی طرح ان اصطلاحات کے استعمال کا شربت پلایا جاتا ہے، تاکہ یہ روحانی مائدہ ان کی روح کی غذا بن جائے اور وہ اسی غذا کو استعمال کرتے ہوئے پروان چڑھیں اور اسی غذا کو استعمال کرتے ہوئے اپنی زندگیاں گزاریں۔

کافی عرصہ پہلے کی بات ہے خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیزم نصیر احمد شاہد کے پاس ایک افغان نوجوان کام کرتے تھے۔ ہم لوگ چھٹیوں میں ان کے پاس گئے ہوئے تھے۔ انہی دنوں خاکسار کا بیٹا عزیزم سفیر احمد طاہر پانچ برس کا ہوا تھا۔ اسی روز صبح کے وقت عزیزم سفیر احمد کی اس افغان نوجوان سے ملاقات ہوگئی تو اس نے اپنے بچپنے کے باعث خوشی سے اُسے بتایا کہ انکل آج میں پانچ سال کا ہوگیا ہوں۔ یہ سن کر اُس افغان نوجوان نے خوش ہو کر بچے کو پانچ یورو دیئے کہ آپ میری طرف سے کوئی تحفہ لے لینا۔ اسی شام جب ہماری ملاقات اُس افغان نوجوان سے ہوئی تو اُس کی خوشی دیدنی تھی۔ کہنے لگا۔ بھائی صاحب! آج ہم بہت خوش ہیں۔ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ جب میں نے آپ کے بیٹے کی سالگرہ کا سنا تو اُسے پانچ یورو تحفے کے طور پر دیئے اس پر اُس نے فوراً مجھے ”جزاک اللہ“ کہا۔ کہنے لگا کہ ہم لوگ اتنے بڑے ہوگئے ہیں لیکن کبھی اس طرف ہمارا دھیان ہی نہیں گیا اور نہ ہی کسی نے ہمیں بتایا کہ شکریہ ادا کرنے کا بہترین طریق کیا ہے۔ لیکن آج آپ کے چھوٹے سے بچے کے منہ سے یہ الفاظ سن کر مجھے بہت زیادہ خوشی ہے۔ یہی بات اس نے خاکسار کے بھائیوں سے بھی کی اور بعد میں اس شہر میں رہنے والے متعدد افغان اور پاکستانی احباب سے بھی کی۔ الحمد للّٰہ، ثم الحمد للّٰہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کا مورد بنانے والے یہ پاک کلمات ہمارے آسمانی آقا نبی پاک ﷺ کے ذریعہ ہمیں عطا فرمائے ہیں۔ اور یہی آسمانی مائدہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے برحق خلفائے عظام کے ذریعہ ہمارے گھروں میں بار بار تقسیم ہوتا رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ تمام پاک کلمات ہر احمدی مسلمان کی زندگی کا لازمی جزو بن چکے ہیں۔ جن کو ادا کرکے وہ روحانی غذا حاصل کرتے ہیں اور جن کے استعمال کے بغیر وہ اپنی زندگیوں کو نامکمل اور ادھورا سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کس قدر شکر واحسان ہے جس نے ہمارے گھروں میں احمدیت کا پودا لگا کر ہمیں اوّلین سے ملا دیا۔ اسلام احمدیت میں داخل ہونا اور اس شجرِ طیبہ کے ساتھ مضبوطی سے چمٹ رہنا ہی ہماری کامیابی اور ترقی اور کامیابی کا راز ہے کیونکہ اس جماعت میں شامل ہونے والوں کے لیے خلافت جیسا صدا بہار شیریں انعام مقدر ہے جہاں سے تازہ بتازہ روحانی پھل ایک مائدہ کی صورت میں عطا ہوتے ہیں اور ان کے ذریعہ روحوں کو جلا ملتی ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو ہمیں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول مقبول ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے نہ صرف طریق بتاتی ہے بلکہ ہماری انگلیاں پکڑ کر ہمیں راہ ہدایت پر چلاتی ہے۔ اے کاش! ہمارے مسلمان بھائی جان سکیں کہ خلافت کی برکت سے ہی ہم عافیت کے حصار میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہمارے گھروں میں بھی امن ہے۔ ہمارے خاندانوں میں بھی امن ہے، ہماری مجلسوں میں بھی امن ہے اور ہمارے معاشرے میں بھی امن ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے دل بھی امن اور سکون کی آماجگاہ ہیں۔ اے کاش! ہمارے مسلمان بھائی ہمارے سینوں کو چیر کر دیکھ سکتے۔ وہ ہمارے دلوں میں جھانک سکتے۔ اے کاش! اُنہیں علم ہو جائے کہ ایک احمدی گھرانے کا فرد ہونا کتنا اطمینان بخش ہے۔ اے کاش! کہ انہیں علم ہو جائے کہ احمدی معاشرے میں بسنے والے ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کی تائیدات کو آسمان سے نازل ہوتے دیکھتے ہیں۔ اے کاش! کوئی انہیں بتادے کہ احمدی معاشرے میں بسنے والے زندہ اور زندگی بخش خدا کی تجلیات کو موسلا دھار بارش کی طرح برستا دیکھتے ہیں۔ اے کاش! انہیں پتہ چل جائے کہ دعاؤں کی قبولیت کوئی قصۂ پارینہ نہیں ہے بلکہ اسلام احمدیت کے ذریعہ ملنے والا خدا ہر روز بلکہ ہر گھڑی ہمارے گھروں میں نزول فرماتا ہے۔ وہ ہماری التجاؤں کو نہ صرف سنتا ہے بلکہ اُن کا جواب بھی دیتا ہے۔ اللہ کرے کہ ہمارے بھولے بھٹکے مسلمان بھائی احمدیت کی حقیقت کو جان جائیں۔ وہ اس راز کو سمجھ لیں کہ دنیا اور آخرت کی حسنات کے حصول کے لیے آسمان سے جاری ہونے والے خلافت کے نظام سے وابستہ ہونا کس قدر ضروری ہے۔ پس اگر وہ اس ہلاکت خیز طوفان اور روحانیت سے عاری زندگی سے باہر نکلنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ تیار ہونے والے عافیت کے حصار میں داخل ہونا ضروری ہے۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ : حافظ فضل الرحمٰن بشیر۔ نمائندہ الفضل آن لائن تنزانیہ

جامعہ احمدیہ تنزانیہ میں سالانہ کھیلوں کا انع

اللہ کے فضل اور رحم کے ساتھ امسال بھی جامعہ احمدیہ تنزانیہ کو مؤرخہ 20 اور 21 اکتوبر 2021ء سالانہ سپورٹس کے انعقاد کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ۔ مکرم طاہر محمود چوہدری امیر و مبلغ انچارج تنزانیہ نے بنفس نفیس شامل ہو کر مؤرخہ 20 اکتوبر کو سالانہ کھیلوں کا باقاعدہ افتتاح کیا۔ فَجَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرًا۔

جامعہ احمدیہ تنزانیہ میں طلبہ کی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ ان کی جسمانی صحت پر بھی توجہ دی جاتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت قول " اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِّنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ" کے مطابق ان کی صحت و سلامتی کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔ اسی بنیاد پر کھیل، جامعہ کی لازمی سرگرمیوں میں سے ایک اہم سرگرمی ہے۔ روزانہ کی بنیاد پر جامعہ میں فٹبال، والی بال اور ٹیبل ٹینس وغیرہ کھیلوں کا انتظام ہے۔

ان کھیلوں کے ذریعہ طلبہ کی جسمانی نشوونما اور صحت کی بہتری کے ساتھ ساتھ ان میں مسابقت کی روح پیدا کرنا بھی مدنظر ہوتا ہے اور اسی طرح طلبہ کی جسمانی قابلیتوں اور استعدادوں کو صیقل کرنا بھی کھیل کے مقاصد میں شامل ہے۔ نیز طلبہ کے اخلاق و تربیتی معیاروں کو بڑھانے میں بھی کھیل بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔

سالانہ کھیلوں کے ایام سے قبل اساتذہ جامعہ اور طلبہ پر مشتمل بعض انتظامی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ مثلاً شعبہ میدان عمل، جس کے ذمہ کھیلوں کے لئے مناسب میدان اور ماحول تیار کرنا ہوتا ہے۔ احاطہ جامعہ کی صفائی ستھرائی کے لئے شعبہ وقار عمل، وقت کی پابندی کے لئے شعبہ نظم وضبط، مہمانان کے استقبال کے لئے شعبہ استقبال، شعبہ ابتدائی طبی امداد، شعبہ ریفریشمنٹ، شعبہ تیاری اسٹیج و تزئین و آرائش، شعبہ سمعی و بصری وغیرہا۔

جامعہ کے طلبہ کو تین گروپس میں تقسیم کیا گیا ہے جن کے نام امانت، شجاعت اور شفقت ہیں۔ اجتماعی مقابلہ جات جیسا کہ فٹ بال، رسہ کشی، والی بال، باڑی اور ٹیبل ٹینس کے ابتدائی مقابلہ جات دوران سال منعقد کروائے گئے۔ سالانہ کھیلوں کے ان مخصوص دو ایام میں ان کھیلوں کے فیصلہ کن مقابلہ جات (FINALS) کا انعقاد ہوا۔ جن کے نتائج کچھ اس طرح رہے:۔

گروپ میچز میں شفقت گروپ دیگر گروپس پر سبقت لیکر اول رہا، اور انعامی ٹرافی گزشتہ سال کے فاتح شجاعت گروپ سے اس سال کے فاتح شفقت گروپ کے حصہ میں آئی۔

انفرادی مقابلہ جات میں پنجہ آزمائی، سو میٹر دوڑ، سولہ سو میٹر دوڑ، نشانہ غلیل، ثابت قدمی، لانگ جمپ، ہائی جمپ، تین ٹانگ دوڑ، فراگ ریس اور روک دوڑ شامل ہیں۔ انفرادی مقابلہ جات میں مجموعی طور پر طالبعلم جامعہ عزیزم ابراہیم انگالومبے (IBRAHIM NGALOMBE) مثالی کھلاڑی (بیسٹ اتھلیٹ) قرار پائے۔

طلبہ کے ساتھ ساتھ اساتذۃ جامعہ احمدیہ تنزانیہ کے بھی بعض مقابلہ جات سپورٹس ڈے کا حصہ ہوتے ہیں، جن میں کچھ فاصلہ پر رکھی گئی بوتل میں ہتھیلیوں سے پانی بھرنا، منہ میں چمچ دبا کر اس میں کانچ کی گولی رکھ کر بھاگنا اور میوزیکل چیئرز کے مقابلہ جات شامل ہیں۔

مؤرخہ 21 اکتوبر کو کھیلوں کا اختتام روک دوڑ کے دلچسپ مقابلہ سے ہوا۔ جس میں طلبہ نے بڑے جوش و خروش سے حصہ لیا، اور شائقین خوب لطف اندوز ہوئے۔ روک دوڑ کے مقابلہ کا مرکزی خیال یہ ہے کہ طالبعلم اس کے ذریعہ اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ میدان عمل میں آنے والی ہر روک، رکاوٹ اور مشکل کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے پیغام حق دنیا کے کناروں تک پہنچانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کھیل کے شروع میں شاملین کو ایک پیغام پڑھ کر سنایا جاتا ہے، جو ہر حصہ لینے والے نے تمام رکاوٹیں عبور کرنے کے بعد آخر پر ریکارڈ کروانا ہوتا ہے۔

بعد ازاں نماز مغرب وعشاء کے بعد تقسیم انعامات کی تقریب منعقد ہوئی۔ اس تقریب کے مہمانِ خصوصی مکرم و محترم امیر و مشنری انچارج تنزانیہ تھے۔ تلاوت قرآن کریم کے لئے عزیزم ادریس جمعہ تشریف لائے، اس کے بعد دو طلبہ نے اردو زبان میں ترانہ پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم و محترم امیر صاحب نے پوزیشن لینے والے طلبہ اور اساتذہ میں انعامات تقسیم کیے، اور اپنی نصائح سے نوازا۔ تقریب کے اختتام پر مکرم عابد محمود صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ تنزانیہ نے کلمات تشکر ادا کئے۔ تقریب کے بعد تمام طلبہ، اساتذہ اور مہمانان کی خدمت میں عشائیہ دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام شاملین، منتظمین اور معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور ان مقابلہ جات کا انعقاد جامعہ احمدیہ تنزانیہ کے لیے موجب خیر بنائے۔ (آمین)

چھوٹی مگر سبق آموزبات

آگ بجھائیں، آگ نہ لگائیں

ایک جنگل میں آگ لگ گئی، سب چرند پرند اور درند ایک جگہ پر جمع ہوئے اور مشورہ کرنے لگے کہ آگ کیسے بجھائی جائے۔ کسی کو کچھ نہیں سوجھا۔ ایک چھوٹی سی چڑیا اپنی چونچ میں تالاب سے پانی لالا کر اس آگ پر ڈالتی رہی۔ کسی نے پوچھا اس سے کیا آگ بجھ جائے گی۔ چڑیا نے جواب دیا آگ تو نہیں بجھے گی لیکن جب مورخ جنگل کی تاریخ لکھے گا تو میرا نام آگ بجھانے والوں میں لکھے گا نہ کہ لگانے والوں میں۔

(محمد عمر تیماپوری۔ انڈیا)

طلوع و غروب آفتاب

30 نومبر 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	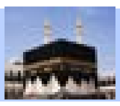	05:20	17:37
مدینہ منورہ	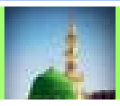	05:26	17:33
قادیان	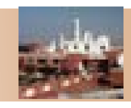	05:44	17:24
ربوہ		05:23	17:04
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:14	15:59